E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

Subject / Course - B.A.

Paper : **Macroeconomics**

Module Name/Title : **Intro to Macro-Economics**

DEVELOPMENT TEAM	
CONTENT	DDE SLM / Fasalurahman P.K.
PRESENTATION	Fasalurahman P.K.
PRODUCER	Dr. Mir Hashmath Ali

IMC MANUU
Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India
//imcmanuu

باب 6

کُلّی معاشیات کا تعارف

An Introduction to Macro Economics.

اس باب میں کُلّی معاشی نظریہ کا تعارف کرایا گیا ہے۔ اکائی سترہ (17) میں قدرتی نظم، غیر مرئی ہاتھ، عدم مداخلت: خود کار (میکانائزڈ) مارکیٹ نظام، بچت سرمایہ کاری کی مساوات، مکمل مقابلہ، زر کی غیر جانب داری پر کلاسیکی معاشی ماہرین کے خیالات پیش کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد کی اکائی میں روزگار کے کلاسیکی نظریہ، اجرت کی لچک پذیر ساخت، تخفیف اجرت کی پیگو (Pigou) کی پالیسی اور ماہر معاشیات کے (J-B-Say) جے۔بی۔ سے کے قانون مارکیٹ کا مطالعہ کریں گے۔ ماہر معاشیات کینز (Keynes) کے موثر طلب کے اجزا اور موثر طلب کا تعین کرنے والے عناصر کا ذکر اکائی 19 میں کیا گیا ہے۔

نوٹ:۔ کُلّی معاشیات کے مطالعہ سے پہلے آپ کو قومی آمدنی تجزیہ کے متعلق معلومات کا حاصل ہونا ضروری ہے اس لیے آپ کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ آپ کورس II یعنی " معاشیات برائے ترقی "کا قومی آمدنی کے تجزیہ کے باب کا مطالعہ کریں۔

یہ باب ذیل کی تین اکائیوں پر مشتمل ہے۔

اکائی	17	کلاسیکی معاشی تجزیہ	Classical Economic Analysis
اکائی	18	کلاسیکی نظریہ روزگار	Classical Theory of Employment
اکائی	19	موثر طلب	Effective Demand

اکائی-17۔ کلاسیکی معاشی تجزیہ Classical Economic Analysis

عنوانات

17.0	اغراض و مقاصد	Aims and Objectives
17.1	تمہید	Introduction
17.2	قدرتی نظم کا اصول	The Principle of Natural Order
17.3	غیر مرئی ہاتھ کا تصور	Concept of Invisible Hand
17.4	تقسیم عمل (تقسیم کار) کا ظہور	The Emergence of Division of Labour
17.5	اشیا کا مارکیٹ میں توازن	Equilibrium in the Commodity Market
17.6	سماجی ضروریات کے مطابق آبادی کی ترقی	Growth of Population as per the Needs of the Society
17.7	مارکیٹ میکانزم کی از بخود عمل آوری	Automatic Functioning of Mechanism
17.7.1	بے روزگاری کا مسئلہ	The Problem of Unemployment
17.7.2	بچت اور سرمایہ کاری کا توازن	Equality of Saving and Investments
17.7.3	قیمت کا تعین	Determination of Price
17.7.4	مقدارزراورزر کی گردش میں مطابقت	Adjustment of quantity of Money in Circulation
17.8	مارکیٹ میکانزم کی عمل آوری کے مفروضے	Assumptions underlying the working of Market Mechanism
17.8.1	عدم مداخلت کی پالیسی	Laissez-Faire Policy
17.8.2	مکمل مسابقت	Perfect Competition
17.8.3	زر کی غیر جانبداری	Neutrality of Money
17.8.4	سونا معیار اصول سے وابستگی	Adherence to the Principle of Gold Standard
17.8.5	آزاد بین الاقوامی تجارت	Free International Trade
17.9	مارکیٹ میکانزم کے حدود (کوتاہیاں)	Limitation of the Market Mechanism
17.9.1	عدم مداخلت کے دور کا اختتام	Gone are the days of Laissez-Faire
17.9.2	غیر مکمل مسابقت کی دنیا	World of Imperfect Competition
17.9.3	زر حرکی ہوتا ہے لیکن غیر جانبدار نہیں ہوتا	Money is dynamic but not neutralal
17.9.4	منضبط کاغذی کرنسی کا دور	Days of Managed paper currencies
17.10	خلاصہ	Summing Up
17.11	نمونہ امتحانی سوالات	Model Examination Paper
17.12	سفارش کردہ کتابیں	Suggested Books

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE · MANUU · IMC LIBRARY · Hyderabad

17.0 اغراض و مقاصد Aims and Objectives

اس اکائی میں کلاسیکی معاشی تجزیہ میں استعمال کئے گئے چند تصورات جیسے غیر مرئی ہاتھ اور خود کار مارکیٹ میکانزم پر بحث کی گئی ہے۔

اس اکائی کو مکمل کرلینے کے بعد آپ اس قابل ہوجائیں گے کہ:

- ☆ قدرتی نظم کو سمجھا سکیں
- ☆ غیر مرئی ہاتھ کے تصور کی شروعات کی نشان دہی کر سکیں
- ☆ تقسیم عمل کی شروعات بتا سکیں
- ☆ اشیا کی مارکیٹ میں توازن کو اخذ کر سکیں
- ☆ بے روزگاری، بچت اور سرمایہ کاری، قیمتوں اور گردش زر کے تعلق سے مارکیٹ میکانزم کے ازخود عمل پر بحث کر سکیں۔
- ☆ مارکیٹ میکانزم کے مفروضوں کی فہرست بنا سکیں اور
- ☆ مارکیٹ میکانزم کی کوتاہیوں کو بیان کر سکیں۔

17.1 تمہید Introduction

معاشی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ معاشی ماہرین نے مختلف ادوار میں معاشی مسائل کے حل کے لیے جن مکاتیب خیال کو پیش کیا ان میں اختلاف پایا جاتا ہے، ان مختلف مکاتیب خیال کے ماہرین معاشیات کو مختلف School of Thoughts سے تعبیر کیا جاتا ہے، جو اپنے اپنے معاشی فکر کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان میں قابل ذکر مرکنٹلسٹس Mercantalists، فزیوکراٹس Physiocrats، کلاسیکی ماہرین معاشیات Classical Economics، تاریخی اسنادی اسکول Historical Schools، آسٹرین گروپ Austrin Group، یوٹی لی ٹیرنس Utilarians, مارجی نلسٹس Marginalists، سوشلسٹ/ مارکسٹ Socialist/Marxist، نوکلاسیکی یا کیمبرج اسکول Neo-Classical or Cambridge School، کینزینس Keynesians، پوسٹ کنزینس Post-Keynesians وغیرہ وغیرہ۔ وہ ماہرین معاشیات جن کا نظریہ ایک ہی قسم کے مفروضوں کی بنیاد پر پیش کیا گیا اور جو کسی خاص عہد سے تعلق رکھتے ہیں ان کو ایک گروہ ایک مکتب خیال کی حیثیت دی گئی۔

ماہر معاشیات کینز کے دور سے قبل تمام مکاتیب خیال میں سب سے زیادہ اہمیت کلاسیکی مکتب خیال کی تھی اس اسکول سے تعلق رکھنے والے مشہور ماہر معاشیات میں آدم اسمتھ۔ ڈیوڈ ریکارڈو، کارل مارکس، جے بی سے۔ جی ایس مل، مالتھس وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ کلاسیکی مکتب خیال سے قبل علم معاشیات کو اخلاقیات، فلسفہ و سیاسیات کا جزو لازم سمجھا جاتا تھا۔ آدم اسمتھ کلاسیکی ماہر معاشیات نے علم معاشیات کو سیاسیات سے علحدہ کرکے ایک آزاد اور کارآمد علم اور اہم سائنس کی حیثیت سے پیش کیا۔ اس لیے آدم اسمتھ کو کلاسیکی تجزیہ کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔ اور آدم اسمتھ کو بابائے پولیٹکل اکنامی Political Economy کہا جاتا ہے۔ 1776 میں آدم اسمتھ نے ویلتھ آف نیشن Wealth of Nations نامی کتاب شائع کرکے اپنے تمام پیشروؤں کی کوششوں پر پانی پھیر دیا۔ آدم اسمتھ وہ پہلا ماہر معاشیات تھا جس نے اس علم میں کئی نئے تصورات کو پیش کیا۔ جس پر اس کے بعد بھی بحث کی گئی اور اس کا تجزیہ کرکے اس میں اصلاح بھی کی گئی۔

17.2 قدرتی نظم کا اصول The Principle of Natural Order

آدم اسمتھ انسان کے طرز عمل کو یا سماجی برتاؤ کو قدرتی سمجھتا ہے ۔ جیسے انسان کی خود سے محبت ، آپس میں ہمدردی کا رویہ ، آزادی کی خواہش ، شائستگی ، محنت ، اشیا کا آپس میں تبادلہ ایسے میلانات ہیں جو چند قدرتی شرائط کے تابع ہیں ۔ان قدرتی شرائط یا نظم کے تحت کوئی فرد اپنی ذاتی دلچسپی کی بہتر طور پر جانچ کرسکتا ہے ۔ اور اپنی انفرادیت کو باقی رکھتا ہے ۔ شخص کی آزادی اور انفرادیت نہ صرف فرد کے لیے بہتر ہے بلکہ سماج کے لیے بھی باعث نعمت ہے ۔ آدم اسمتھ کے خیال میں انسانی جبلتوں کے درمیان ایک قدرتی توازن پایا جاتا ہے ۔ اور اس طرح انسان ان تضادات سے احتراز کرتا ہے جو ذاتی مفاد اور عام مفاد کے درمیان پیدا ہوتے ہیں ۔ قدرتی نظم کے ان ہی اصولوں کو آدم اسمتھ معاشی اداروں تک وسعت دیتا ہے ۔ لہذا معاشی نظام ایک ایسی تنظیم کی شکل میں نمودار ہوتا ہے جو لاکھوں افراد کی خواہشات کا نتیجہ ہوتی ہے ۔ اس استدلال کے سلسلہ میں وہ کئی مثالیں بھی پیش کرتا ہے ۔ عام بھلائی کے لیے آدم اسمتھ کے خیال میں مداخلت کی کوئی ضرورت نہیں ۔ معاشی دنیا کی موجودہ شکل کروڑوں افراد کے آزدانہ عمل کا نتیجہ ہے ۔ دوسروں پر توجہ کئے بغیر ہر ایک اپنی اپنی خواہش پر عمل کرتا ہے اور اس کے اچھے نتیجہ میں کوئی شک بھی نہیں ۔

17.3 غیر مرئی ہاتھ کا تصور Concept of Invisible Hand

موجودہ معاشی نظام کسی ایک انسان کے ذہن کی پیداوار نہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس طرح مکمل نظام کی شکل بن گئی ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ معاشی دنیا کے خود بخود ارتقاء کے تصور کے سلسلہ میں چند رہنما یا بنیادی عناصر افراد کو خاموش ترغیب دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں ۔ اور اس ترغیبی صلاحیت کو یا اس رہنمائی کی قوت کو آدم اسمتھ غیر مرئی ہاتھ سے تعبیر کرتا ہے ۔ جو آنکھ سے نظر آئے بنا بھی معاشی تنظیم کی ذمہ داری پوری کرتی ہے ۔ یہ غیر مرئی ہاتھ سماج کے افراد کو خود بخود حرکت پر آمادہ کرتا ہے اور اس کو ترغیب دیتا ہے ۔ لہذا افراد جبلتی طاقت کے تحت کام پر رجوع ہوجاتے ہیں ۔ حالاں کہ ان کے پورے نتائج افراد کے ذہن میں نہیں ہوتے ۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ قدرتی طاقت کیا ہے ؟ یہ ایک فطری عمل ہے یعنی افراد اپنی حالت میں سدھار چاہتے ہیں ۔ بچت کی طرف راغب رہتے ہیں ۔ معاشی طور پر خوش حال ہونا چاہتے ہیں ۔ ایسی خواہشوں کی تکمیل کے لیے کی جانے والی فطری کوششوں یعنی جبلتوں کو غیر مرئی ہاتھ کہتے ہیں ۔جو افراد کے دلوں میں چھپی ہوئی فطرت اور خواہش پر مبنی ہے ۔ یہ کوششیں انسان اور سماج کی ترقی کے لیے حرکیاتی قوت کی حیثیت رکھتی ہیں ۔ افراد کی اس فطری حالت میں عام بھلائی کا مثبت تخم پایا جاتا ہے ۔ اس طرح تمام افراد جو اپنی ذاتی بھلائی کے لیے کام کرتے ہیں اس کے نتیجہ میں عام فلاح اور بھلائی بھی حاصل ہوتی ہے ۔ غیر مرئی ہاتھ کی دوسری خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں خود اصلاح کا نظم یا میکانزم بھی پایا جاتا ہے ۔ معاشی اداروں کے تحت ہونے والے عمل میں مسائل اور تضاد پیدا ہوتے ہیں ۔ یہ مسائل اور تضاد کسی بیرونی مداخلت کے بغیر غیر مرئی ہاتھ کی رہنمائی سے حل ہوجاتے ہیں ۔

17.4 تقسیم عمل (تقسیم کار) کا ظہور The Emergence of Division of Labour

معاشی اداروں کے ارتقائی عمل یا ظہور کے مسائل اور تضادات کو غیر مرئی ہاتھ کی موجودگی میں خود کار طریقہ سے تصیح کرلینے کے عمل کو میکانزم کہتے ہیں ۔ آدم اسمتھ اس خیال کا حامی ہے کہ معاشی اداروں کا ارتقا اس غیر مرئی ہاتھ کا مرہون منت ہے ۔ مثلاً تقسیم عمل ہی کو لیجیے ۔ آدم اسمتھ کے مطابق مزدور تمام پیدائش دولت کا آخری وسیلہ ہے ۔ یعنی تقسیم عمل

اور تخصیص کے ذریعہ مقدار پیدائش میں اضافہ کرکے دولت میں اضافہ عمل میں لاتا ہے ۔ تقسیم عمل دو اقسام پر مشتمل ہوتی ہے ۔ ایک سادہ اور دوسری پیچیدہ ۔ کوئی مزدور کسی شئے کی مکمل تیاری میں مشغول ہے تو ایسا کام سادہ تقسیم عمل سے تعلق رکھتا ہے ۔ اس کے برعکس جب کسی شئے کی تیاری کے سلسلہ میں مختلف مرحلوں میں کام کو تقسیم کردیا جائے تو ہر مرحلہ یا کام اس کام کے ماہر مزدوروں سے لیا جاتا ہے ۔ ایسا عمل پیچیدہ تقسیم عمل کہلاتا ہے ۔ پیچیدہ تقسیم عمل کے فائدوں کو سمجھانے کے لیے آدم اسمتھ نے پنس (Pins) کی تیاری کی مثال پیش کی تھی ۔ اس کے خیال میں پنس کی تیاری کا کام ایک شخص کے سپرد کردیا جائے تو وہ مزدور روزانہ ایک پن سے زیادہ تیار نہیں کرسکتا ۔ لیکن اگر اسی کام کو اٹھارہ یا بیس مرحلوں میں تقسیم کرکے الگ الگ مرحلے الگ الگ مزدوروں کے سپرد کردیئے جائیں تو ایسی صورت میں اصل کی کم مقدار کے ساتھ روزانہ ایک پاونڈ سے بھی زیادہ پنس کی تیاری عمل میں لائی جاسکتی ہے ۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تقسیم عمل کا تصور جو پیدائش دولت میں اضافہ کا سبب ہوا کیسے وجود میں آیا ،یعنی اس کی شکل کیسے بنی ۔ آدم اسمتھ کے خیال میں تقسیم عمل کا وجود حقیقت میں کسی ایک انسان کی شعوری کوشش سے ظہور میں نہیں آیا بلکہ انسانی فطرت کے ایک خاص میلان میں آہستہ آہستہ تبدیلی کا نتیجہ ہے یعنی آپس میں لین دین کا میلان (بارٹر) یہ میلان تو ذاتی دلچسپی اور خود غرضی پر مبنی ہے لیکن ساتھ ساتھ سماجی بھلائی کے لیے بھی معاون ہوتا ہے ۔ تقسیم عمل مزدور کا فطری رجحان ہے ۔ یعنی افراد کے پاس جو چیزیں ہوتی ہیں ان کے بدلہ میں وہ ایسی چیزیں حاصل کرنا چاہتے ہیں جو ان کے پاس نہیں ہیں ۔ لہذا سماج کے افراد کسی بیرونی ترغیب یا مداخلت کے بغیر ایک دوسرے کی پیداوار کا تبادلہ کرلینے پر آمادہ ہوجاتے ہیں ۔ حالاں کہ یہ عمل نہ تو پڑوسیوں کی مدد کا قائل نہیں ہے بلکہ خود غرضی پر مبنی ہے ۔ لیکن اس کے باوجود مقصد پورا ہوجاتا ہے ۔ یعنی سماج کی ضروریات کی تکمیل ہوتی ہے ۔ اس استدلال سے یعنی تقسیم عمل کے ذریعہ آدم اسمتھ غیر مرئی ہاتھ کی موجودگی کو آسان انداز سے پیش کرسکا ہے ۔ یعنی غیر مرئی ہاتھ کے عمل کی یہ ایک اچھی مثال ہے ۔ آدم اسمتھ کے الفاظ میں قصاب کی خیرات یا شراب تیار کرنے والے کی کوشش یا بیکری والے کی عنایات سے ہم خود کے کھانے پینے کی فراہمی کی توقع نہیں رکھ سکتے بلکہ یہ کام جو وہ خود کررہے ہیں وہ ان کے ذاتی مفاد میں ہے ، اسی لیے وہ اشیا تیار کرتے ہیں ۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے۔

1- چند کلاسیکی ماہرین معاشیات کے نام بتایئے ۔

2- غیر مرئی ہاتھ کے تصور کی تشریح کیجیے ۔

3- تقسیم عمل کا نتیجہ کیا ہوتا ہے ؟

4- تقسیم عمل کے ادارہ کی شکل کیسے بنتی ہے ؟

17.5 اشیا کے مارکیٹ میں توازن Equilibrium in the Commodity Market

معاشی اداروں کی خود کار خصوصیت کو سمجھنے کے لیے اشیا کی مارکٹ میں جو توازن پایا جاتا ہے وہ بہتر مثال ہے ۔جس کی وضاحت آدم اسمتھ نے کی تھی ۔ تقسیم عمل اور تخصیص عمل کی بنیاد پر پیچیدہ معاشی نظام میں پیدا کنندے اپنی پیداوار کے مبادلہ کا پہلے سے کوئی انتظام کیے بغیر زیادہ سے زیادہ مقدار پیداوار تیار کرتے ہیں حالاں کہ وہ یہ نہیں جانتے ہیں کہ اس پیداوار کے متوقع خریدار کون ہیں ۔ اس کام کے لیے کوئی خارجی رہنمائی بھی نہیں ۔ لیکن پھر بھی اشیا کی طلب اور رسد میں مساوات پیدا ہوتی ہے ۔ یہ مساوات کلاسیکی معاشی ماہرین کے مطابق خود کار میکانزم کا نتیجہ ہے ۔ یعنی مارکٹ میں ایسا میکانزم پایاجاتا ہے ۔ یا

ایسی خصوصیت پائی جاتی ہے جو ازخود ہم آہنگی پیدا کرلیتی ہے یعنی طلب اور رسد میں مساوات پیدا کرتی ہے ۔ ان ماہرین کے خیال میں کسی شئے کی وہ مقدار جو مارکیٹ میں لائی گئی ہے اگر طلب سے زیادہ ہے تو شئے کی پوری مقدار معمول (نارمل) قیمت پر فروخت نہیں ہوتی بلکہ اس کا کچھ حصہ معمولی قیمت سے کم قیمت پر فروخت کردیا جاتا ہے ۔ جب اس شئے کو دوبارہ پیدا کرنے کا مرحلہ آتا ہے تو چند عاملین پیداوار کا معاوضہ گھٹا دیا جاتا ہے ۔ مثلاً اگر لگان میں کمی کردی جائے تو زمین دار اپنی زمین کا کچھ حصہ واپس لے لیتے ہیں ۔ اسی طرح اجرت یا نفع میں کمی کی جائے تو مزدور یا تنظیم اپنی محنت کا کچھ حصہ کم کردیتے ہیں ۔ نتیجتاً اس دفعہ جو پیداوار مارکیٹ میں آئے گی وہ پہلے کے بہ نسبت کم مقدار پر مشتمل ہوگی اور اس طرح رسد طلب کے برابر ہوجاتی ہے ۔ اس کے برعکس رسد کے مقابلہ میں اگر طلب زیادہ ہے تو حالات اس کے برعکس ہوں گے ۔ یعنی رسد کے مقابلہ میں طلب زیادہ ہے تو اشیا نارمل قیمت سے زیادہ قیمت پر فروخت کی جائیں گی ۔ منافع کی گنجائش بڑھ جاتی ہے ۔ پیدا کنندوں کے درمیان زیادہ مقدار پیدا کرنے کے لیے مسابقت ہوتی ہے ۔ اس طرح عاملین پیدائش کی طلب اور ان کا معاوضہ بڑھتا ہے تو شئے کی پیداواری لاگتیں اور اس کی قیمت میں اضافہ ہوجاتا ہے ۔ قیمت میں اضافے کے نتیجہ میں شئے کی طلب گھٹ جاتی ہے ۔ اور رسد کے مساوی ہوجاتی ہے ۔ اس طرح کسی شئے کی رسد اس کی موجودہ طلب کے مساوی ہوجاتی ہے ۔ اسی استدلال پر مارکیٹ میکانزم کی بنیاد ہے ۔ اور آدم اسمتھ کے دیگر معاشی تصورات میں مارکٹ میکانزم کی خود کار نوعیت کی خصوصیت بھی اہمیت کی حامل ہے ۔ آج بھی اس نظریہ کی معقولیت کو مکمل طور پر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے ۔

-5 اشیاء کے مارکیٹ میں توازن کس طرح قائم ہوتا ہے ؟

17.6 سماجی ضروریات کے مطابق آبادی کی نمو
Growth of population as per the needs of the Society

آدم اسمتھ نے غیر مرئی ہاتھ کی موجودگی اور اس کے خود کار تصحیحی میکانزم کی عمل آوری کو آبادی میں اضافہ یا ترقی تک وسعت دی ہے ۔ آدم اسمتھ کے مطابق کسی خاص وقت میں ملک کی آبادی کی تعداد یعنی محنت کی طلب کا انحصار سماج کی طلب پر ہوتا ہے ۔ مزدوروں میں طلب میں اضافہ کے معنی آبادی میں اضافہ کے مماثل ہے ۔ یعنی جب محنت کی طلب میں زیادتی پائی جاتی ہے تو اجرت کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے ۔ اس کے نتیجہ میں شرح پیدائش میں اضافہ واقع ہوگا یعنی شادیوں کی تعداد میں اضافہ عمل میں آئے گا ۔ میڈیکل سائنس میں ترقی کے نتیجہ میں بچوں میں شرح اموات گھٹ جاتی ہے ۔ اور آبادی کا قابل لحاظ حصہ سن بلوغ کو پہنچتا ہے ۔ یعنی آبادی میں طلب کے لحاظ سے اضافہ واقع ہوتا ہے ۔ اس کے برخلاف جب محنت یا محنت کی رسد میں اس کی طلب کے مقابلہ میں زیادتی پائی جاتی ہے تو اجرتوں کی شرح میں کمی واقع ہوگی ۔ جس کے نتیجہ میں غربت عام ہوگی اور بیماریوں کے نتیجہ میں شرح اموات میں اضافہ ہوگا ۔ غربت کی وجہ سے شادیاں بھی کم ہوگی لہذا شرح پیدائش بھی گھٹ جائے گی ۔ اب آبادی طلب کی اس حد تک گھٹ جاتی ہے ۔ جہاں اس کی مانگ ہے ۔ آدم اسمتھ کا یہ خیال ہے کہ دیگر اشیا کی طرح " طلب ،، انسانی محنت کی طلب اور اس کی پیداوار کو بھی قابو میں رکھتی ہے ۔ یعنی جب محنت کا تعداد میں کمی ہوتی ہے تو اس میں اضافہ واقع ہوتا ہے ۔ اور جب ان کی تعداد میں اضافہ ہوجاتا ہے تو اس میں کمی عمل میں آتی ہے ۔ ایسا عمل غیر مرئی ہاتھ کی موجودگی کا نتیجہ ہے ۔

آدم اسمتھ کے غیر مرئی ہاتھ کی فطری ہم آہنگی کے اصول اور اس کی افادیت کے بارے میں آدم اسمتھ بذات خود کٹر رویہ کا حامی نہیں تھا بلکہ اس کے مشاہدہ کے بنیاد پر یہ نتیجے اخذ گئے تھے ۔ اس کے علاوہ مباحث کو بڑھانے کے لیے جو بیشتر الفاظ آدم اسمتھ نے استعمال کئے ہیں ان میں " اکثر حالات کا ذکر کیا ہے " اس سلسلہ میں چند مثالیں پیش کی ہیں جن میں انفرادی مفاد

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE • MANUU • Hyderabad • IMC LIBRARY

اور عام مفاد میں ٹکراؤ پایا جاتا ہے ۔ مثلاً آدم اسمتھ کا یہ خیال کہ تاجر اور صناع ، زمین دار و سرمایہ دار " بیج بوئے بغیر فصل کاٹنا چاہتے ہیں " یعنی سماجی ، معاشی عدم مساوات کی وجہ سے محنت کش طبقہ مالکین یعنی آجرین سے سودا کرنے میں ہمیشہ گھاٹے میں رہتا ہے ۔ آدم اسمتھ کے خیال میں سود اور لگان محنت کی کمائی نہیں بلکہ وہ مزدور کی پیداوار پر منہا کی گئی رقم پر مشتمل ہوتی ہے

17.7 مارکیٹ میکانزم کی از خود عمل آوری

Automatic Function of Market Mechanism

کلاسیکی ماہرین معاشیات آدم اسمتھ سے لے کر پیگو تک اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ کسی خارجی ایجنسی کی رہنمائی کے بغیر مارکیٹ میکانزم کی خود عمل آوری سے معاشی نظام میں خود بخود ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے ۔ ان کے خیال میں وقتاً فوقتاً جو معاشی مسائل پیدا ہوتے ہیں ۔ جیسے بے روزگار عاملین کو روزگار کی فراہمی ، اشیا اور عاملین پیدائش کی مارکیٹ میں قیمتوں کا تعین بچت اور سرمایہ کاری میں مساوات ، فاضل ،زائد پیداوار اور کسی شئے کی طلب میں کمی کا مسئلہ وغیرہ وغیرہ ایسے مسائل ہیں جو خودبخود حل ہوجاتے ہیں ۔شرط یہ ہے کہ مارکیٹ میکانزم کو آزادانہ طورپر خود کار طریقہ سے کام کرنے کا موقع فراہم کیا جائے ۔

کلاسیکی ماہرین معاشیات نے مارکیٹ میکانزم کی کوئی خاص تعریف تو بیان نہیں کی لیکن مارکیٹ میکانزم کے معنی معاشی متغیرات یعنی طلب ، رسد ، قیمت ، اجرت ، نفع ، بچت ، سرمایہ کاری وغیرہ پہلے سے طے شدہ جوڑ کے ایسے اچھے نمونے ہیں تاکہ ہم اس کا اندازہ کرسکیں کہ وہ دیئے ہوئے حالات کے تحت کس طرح کے رد عمل کا اظہار کرتے ہیں ۔ اگر ان متغیرین کو آزاد رکھا جائے تو کوئی بھی معاشی مسئلہ یا عدم توازن خود بخود توازن میں آجاتا ہے ۔ یعنی مذکورہ متغیرین حرکت میں آتے ہیں اور اس طرح پھر معیشت میں توازن پیدا ہوجاتا ہے ۔

17.7.1 بے روزگاری کا مسئلہ The Problem of Unemployment

معیشت میں بے روزگاری کے مسئلہ کو ہی لیجیے ۔ اگر متذکرہ تمام متغیرات کو آزاد رکھا جاتا ہے تو تمام بے روزگاروں کو روزگار فراہم ہوجاتا ہے ۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کس طرح ممکن ہے ؟ جب معیشت میں بے روزگاروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے تو مزدوروں کی رسد ان کی طلب کے لحاظ سے بڑھ جاتی ہے ۔ اب مزدوروں میں روزگار کے حصول کے لیے مسابقت پیدا ہوتی ہے ۔ جس کی وجہ سے اجرتوں کی سطح میں کمی ہوتی ہے ۔ اجرتوں میں کمی سے پیداواری لاگت گھٹ جاتی ہے ۔ اور اس طرح قیمتوں کی سطح میں کمی کا رجحان پیدا ہوتا ہے ۔ اور جب عام قیمتوں کی سطح میں کمی کا رجحان ہے تو اشیا کی طلب میں اضافہ کا رجحان پیدا ہوگا ۔ یعنی طلب میں اضافہ ہوگیا ہے ۔ پیدا کنندہ اس اضافہ شدہ طلب کے پیش نظر سرمایہ کاری کی طرف راغب ہوتا ہے ۔ یعنی پیداکنندہ کے لیے اصل کاری کی ترغیب کا سامان پیدا ہوتا ہے ۔ اور زیادہ اصل کاری کے نتیجہ میں مزدوروں کو روزگار ملتا ہے ۔ اس طرح مارکیٹ میکانزم کی عمل آوری کے نتیجہ میں بے روزگاری کا مسئلہ حل ہوا ۔ یعنی معاشی متغیرات جیسے اجرت طلب ، قیمتیں ، اصل کاری وغیرہ کی آزادانہ حرکت کے نتیجہ ہی میں بے روزگاری کا مسئلہ حل ہوجاتا ہے ۔

17.7.2 بچت اور سرمایہ کاری کا توازن Equility Savings and Investments

ماہر معاشیات ' سے ' (Say) کے نام سے قانون مارکیٹس (Law of Markets) کو ایک اہم کلیہ کی حیثیت حاصل ہے ۔ جو کلاسیکی تجزیہ کے لیے بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے ۔ مارکیٹ میکانزم کی خود کار عمل آوری کی تاثیر کی بنیاد پر ہی یہ قانون پیش کیا گیا ہے ۔ اس قانون کے مطابق رسد خود اپنی طلب کی تخلیق کرتی ہے ۔ یہاں یہ مفروضہ کام کرتا ہے کہ سماج میں بچت کا کوئی وجود نہیں ۔ اور اگر بچت ہے تو وہ سرمایہ کاری کے مساوی ہے ۔ لہٰذا اس کی طلب اور رسد میں کوئی تفاوت نہیں

B. NO

۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بچت کس طرح سرمایہ کاری کے مساوی ہوتی ہے ؟ کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق شرح سود ان دونوں عاملین کے درمیان مساوات پیدا کرنے والا عامل ہے ۔ یعنی شرح سود بچت اور سرمایہ کاری پر کچھ اس طرح اثر انداز ہوتی ہے کہ شرح سود میں اضافہ سے بچتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور شرح سود میں کمی سے بچتوں میں کمی ہوتی ہے ۔ اسی طرح سرمایہ کاری بھی شرح سود سے راست طورپر متاثر ہوتی ہے ۔ شرح سود میں اضافہ سے سرمایہ کاری میں کمی ہوتی ہے ۔ اور شرح سود میں کمی کے نتیجہ میں سرمایہ کاری میں اضافہ واقع ہوتا ہے ۔ یعنی شرح سود اور سرمایہ کاری میں منفی تعلق پایا جاتا ہے ۔ ہم پہلے ہی بیان کرچکے ہیں کہ شرح سود بچت اور سرمایہ کاری میں مساوات پیدا کرتی ہے ۔ مثلاً جب سرمایہ کاری کے مقابلہ میں بچت کی مقدار زیادہ ہے تو شرح سود گھٹ جاتی ہے اور شرح سود میں کمی سے سرمایہ کاری میں اضافہ کے لیے ترغیب پیدا ہوتی ہے ۔ جس کے نتیجہ میں سرمایہ کاری اور بچت میں مساوات پیدا ہوتی ہے ۔ یعنی سرمایہ کاری میں بچتوں کے لحاظ سے اضافہ ہوتا ہے ۔ اس کے برخلاف اگر بچتوں کے مقابلہ میں سرمایہ کاری میں زیادتی پائی جاتی ہے تو بچت کاروں کے لیے ترغیب پیدا ہوتی ہے ۔ اور دوسری طرف سرمایہ کاری میں کمی ہوتی ہے ۔ نتیجہ بچتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور سرمایہ کاری میں اس نقطہ تک کمی پیدا ہوجاتی ہے جہاں دونوں مساوات میں آجاتے ہیں ۔

17.7.3 قیمت کا تعین Determination of Price

اشیا کی قیمتوں کا تعین کیسے ہوتا ہے ؟ اجرتیں ، لگان اور سود کیسے متعین کیے جاتے ہیں ؟ کلاسیکی ماہرین معاشیات ان سوالوں کا جواب بھی اسی انداز سے فراہم کرتے ہیں ۔ یعنی انفرادی پیدا کنندہ یا انفرادی فروشندہ کسی شئے کی قیمت کا تعین نہیں کرسکتا اسی طرح انفرادی پیداکنندہ یا عاملین پیداوار کی انفرادی اکائی ، عاملین پیداوار کی قیمتوں کا تعین نہیں کرسکتے ۔ یہاں بھی مارکیٹ میکانزم یعنی طلب اور رسد میں مساوات کے نتیجہ میں اشیا کی قیمتیں ہوں یا عاملین پیداوار کی قیمتیں متعین ہوتی ہیں ۔ مثلاً کسی خاص شئے کی رسد مستقل ہے ۔ لیکن اس کی طلب میں اضافہ ہے تو اس کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے اور طلب میں کمی ہونے سے قیمت میں کمی ہوتی ہے ۔ طلب اور رسد میں تبدیلی کا قیمت پر کیا اثر پڑتا ہے ؟ اگر طلب اور رسد میں تبدیلی واقع ہوتی ہے تو طلب میں تبدیلی اور رسد میں تبدیلی ، ان کی شدت اور قوتوں کی بنیاد ایک نئے توازن کو پیدا کرتی ہے ۔ اور اس طرح ایک نئی متوازن قیمت مقرر ہوجاتی ہے ۔

17.7.4 مقدار زر اور زر کی گردش میں مطابقت Adjustment of Quantity of Money in Circulation

آدم اسمتھ کے خیال میں کسی خارجی مداخلت یا حکومت کی منصوبہ بندی کے بغیر مارکیٹ میکانزم کے ذریعہ زیرگردش مقدار زر کا تعین عمل میں آتا ہے ۔ آدم اسمتھ کے خیال میں افراد کے لیے زر کی طلب صرف اشیا کی خریداری پر مشتمل ہے ۔ لہذا اس عمل کے لیے زر کی مجموعی مقدار خریدے اور بیچے جانے والی اشیا کی قدر کے مساوی ہوتو کافی ہے ۔ اگر مقدار زر ضرورت سے زیادہ ہے ۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مبادلہ کے لیے پیش کی گئی پیداوار کی قدر زیرگردش زر کی قدر سے کم ہے ۔ یعنی زر کی کچھ مقدار بیکار ہے ۔ فطری طورپر لوگ زر کو بے کار رکھنا نہیں چاہتے ۔ اسی لیے بیرونی ممالک سے اشیاخرید کر یعنی درآمد کے بدلے بے کار زر کو بیرونی ممالک کے اشیا کے بدلے بھیج دیتے ہیں ۔ دوسری طرف اگر زر کی مقدار پیداوار کی قدر کی بہ نسبت کم ہے تو پیداوار کا کچھ حصہ فروخت نہیں ہوگا ، یہ حصہ ممالک غیر کو برآمد کیا جاتا ہے ۔ اس کے بدلہ میں ملک کو کچھ زر حاصل ہوجاتا ہے ۔ اور اس طرح مارکیٹ میکانزم کے ذریعہ زر کی رسد اس کی طلب کے برابر ہوجاتی ہے ۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے۔

6- مارکیٹ میکانزم سے کیا مراد ہے ؟

7- کس طرح بچتیں سرمایہ کاری کے مساوی ہوتے ہیں ؟

8- عاملین پیداوار کے معاوضے کس طرح متعین ہوتے ہیں ؟

17.8 مارکیٹ میکانزم کی عمل آوری کے مفروضے

Assumptions underlying the working of Market Mechanism

کلاسیکی ماہرین معاشیات کا مارکیٹ میکانزم ایک ایسا طاقتور آلہ ہے جو معیشت میں پیدا ہونے والے تمام قسم کے مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات کا مارکیٹ میکانزم درج ذیل مفروضوں پر کام کرتا ہے۔ یعنی جب تک یہ مفروضے صحیح اور موجود ہیں اس وقت تک مارکیٹ میکانزم اپنا اثر دکھاتا ہے اور کارکرد ہے۔

17.8.1 عدم مداخلت کی پالیسی Laissez-Faire Policy

پہلا اور بنیادی مفروضہ عدم مداخلت کی پالیسی پر مبنی ہے۔ یعنی حکومت معاشی معاملات میں دخل اندازی نہیں کرتی افراد کو معاشی فیصلے کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہے۔ یعنی کس شئے کی پیداوار اور کتنی مقدار میں پیداوار کتنی بچت، کتنا، صرف کتنا سرمایہ اور کس طرح کی سرمایہ کاری جیسے معاملات میں مکمل آزادی پائی جائے۔ اسی طرح ٹیکس کے ذریعہ حکومت جو رقم جمع کرتی ہے وہ کم سے کم مقدار پر مشتمل ہونی چاہیے۔ بجٹ متوازن ہونا چاہیے۔ یعنی فاضل بجٹ اور خسارہ بجٹ کا وجود نہیں ہونا چاہیے۔ کلاسیکی ماہر معاشیات کے خیال میں وہ حکومت سب سے بہتر حکومت ہے جو معاشی معاملات میں کم سے کم مداخلت کرتی ہے۔ حکومت کا کام ملک کو بیرونی ممالک کے حملوں سے محفوظ رکھنا یعنی سرحدات کی حفاظت کرنا، اندرون ملک امن وامان قائم رکھنا یعنی قانون کی حکمرانی پیدا کرنا ہے۔ اسی طرح عوامی کام جیسے ذرائع حمل و نقل و پیام رسانی کی فراہمی کے ساتھ ساتھ کرنسی شائع کرنے کی حد ہی تک ہونا چاہیے۔ حکومت کو قیمتوں کی پالیسی یا عاملین پیداوار کے معاوضوں کے تعین سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے۔ قیمتوں کی سطح میں اضافہ یا کمی، اجرت کی سطح میں اضافہ یا کمی، معمولی نفع یا غیر معمولی نفع مکمل روزگار کی صورت حال یا بے روزگاری کے حالات جیسے معاملات میں حکومت کو صرف تماشائی بنا رہنا چاہیے۔ یعنی حکومت کو معاشی مسائل کے حل کے لیے کوئی ذمہ داری نہیں لینی چاہیے۔ کیوں کہ آدم اسمتھ کا غیر مرئی ہاتھ ان تمام معاشی مسائل کے حل کے لیے موجود ہے اور حکومت کی مداخلت کے بغیر یہ غیر مرئی ہاتھ ان مسائل کو حل کرتا ہے۔ دور جدید میں شکاگو مکتب کے ماہر معاشیات Milton Friedman نے بھی اس خیال کی بھرپور تائید کی ہے۔

17.8.2 مکمل مسابقت Perfect Competition

طلب اور رسد مارکیٹ کی قوتیں ہیں اور ان کی آزادانہ عمل آوری کے ذریعہ ہی مارکیٹ میکانزم اپنا اثر دکھاتا ہے۔ لہذا مارکیٹ کی قوتوں کی آزادی اشیا اور عاملین کے مالکین میں مکمل مسابقت کی شرط اس تجزیہ کا ایک اہم مفروضہ ہے۔ صرف مکمل مسابقت کے حالات میں ہی اشیا کی قیمتیں ہوں یا عاملین پیدائش کی قیمتیں، طلب اور رسد کی قوتوں کے درمیان مساوات کے نتیجہ میں متعین ہوتی ہیں۔ کوئی انفرادی فروشندہ یا کوئی انفرادی خریدار مارکیٹ میں قیمت کا تعین نہیں کرسکتا۔ گویا اجارہ داری مارکیٹ میں قیمتیں مارکیٹ کی قوتوں کے ذریعہ متعین نہیں ہوتیں بلکہ مصنوعی طور پر پیدا کنندہ متعین کرتا ہے۔ عاملین پیدائش کی مارکیٹ میں بھی مزدور اتحاد مضبوط ہو تو پیدا کنندوں کو پیدا آوری میں اضافہ کے بغیر اجرتوں میں اضافہ کے لیے مجبور کرسکتا

ہے ۔ ان حالات میں مصنوعی طور پر اجرتیں متعین ہوتی ہیں ۔ اور ایسی اجرتیں پیداوار کے میکانزم میں ہونے والی تبدیلیوں کی عکاسی نہیں کرتیں ۔ اور معاشی ڈھانچہ کی قدرتی لچک ختم ہوجاتی ہے اور وہ بے لچک ہوجاتا ہے ۔ اور اس طرح مارکیٹ کی قوتوں کی آزادی میں اہم رکاوٹ بن جاتا ہے ۔ لہذا مارکیٹ میکانزم کی مناسب عمل آوری کے لیے آزاد مکمل مسابقت ضروری ہے یعنی شرط لازم کی حیثیت رکھتی ہے ۔

17.8.3 زر کی غیر جانبداری Neutrality of Money

کلاسیکی ماہرین معاشیات کا یہ مفروضہ کہ معاشی کاروبار میں زر غیر جانبدار رہتا ہے اس تجزیہ میں اہمیت کا حامل ہے ۔ ان کے خیال میں پیداوار ، تقسیم ، مبادلہ ، روزگار جیسے عاملین زر سے متاثر نہیں ہوتے ۔ زر صرف مبادلہ کا ذریعہ ہے اور قدر کی پیمائش کے آلہ کی حیثیت سے ہی فرائض انجام دیتا ہے ۔ زر بارٹر کی خامیوں کو دور کرکے معاشی کاروبار کو آسان بناتا ہے ۔ آدم اسمتھ کے مطابق زر ایک ایسی سڑک کے مماثل ہے جو کھیتوں کو مارکیٹ کے مقام سے جوڑتی ہے ۔ دیہی پیداوار کو شہری مارکیٹ میں منتقل کرنے کے لیے اچھی صنعت کی ضرورت ہوتی ہے ۔ لیکن سڑک (زر)بذات خود اشیا کی پیداوار میں کوئی حصہ ادا نہیں کرتی اس طرح کلاسیکی ماہرین معاشیات کے لحاظ سے معاشی کاروبار میں زر کا کردار محدود اور غیر جانبدار ہے ۔

17.8.4 سونا معیار کے اصول سے وابستگی Adherence to the Principle of Gold Standard

سونا معیار ایک ایسا اصول ہے جو زیر گردش زر کی مقدار کو سونے یا چاندی کے ذخائر سے جوڑتا ہے ۔ یعنی کرنسی اجرا کرنے والی اتھاریٹی سونے یا چاندی کے ذخائر کی بنیاد پر ہی زر کی مقدار کا تعین عمل میں لاتی ہے ۔ جس کو زیر گردش رکھا جاتا ہے ۔ لہذا سونے کے ذخیرہ میں تبدیلی کے نتیجہ میں مقدار زر میں کمی یا زیادتی ہوتی ہے کلاسیکی ماہرین معاشیات سونا معیار اصول کو نہ صرف پسند کرتے بلکہ اس کی بھرپور تائید کرتے ہیں ۔ کیوں کہ کرنسی کا ایسا معیار ان کی معاشی پالیسی کی عمل آوری کے لیے زیادہ مناسب ہے ۔ سونا معیار کے بغیر حکومتیں معاشی معاملات میں مداخلت کررہی ہیں تو حکومتوں کے ایسے غلط اختیارات کی وجہ سے معیشت کی ضرورت کے مطابق زر کی رسد فراہم نہیں ہوتی بلکہ اس میں کمی بیشی پائی جاتی ہے ۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات ملک کو سونا معیار کے اصول سے وابستہ رکھ کر زر کی رسد اور طلب کو مساوات میں رکھتے ہیں ۔ لہذا کلاسیکی ماہرین معاشیات کے سونا معیار کے اصول کی بنیاد پر ہی مارکیٹ میکانزم بخوبی کام کرتا ہے ۔ جس وقت کلاسیکی ماہرین معاشیات ان اصولوں کو مدون کررہے تھے اس وقت مغربی ممالک میں سونا معیار اصول ہی کام کررہا تھا ۔ یعنی ان ممالک میں ایسی ہی پالیسی رائج تھی ۔ اسی لیے یہ پالیسی ان کے پورے معاشی تجزیہ کے چوکھٹے سے پوری طرح ہم آہنگ تھی ۔

17.8.5 آزاد بین الاقوامی تجارت Free International Trade

آزادانہ بین الاقوامی تجارت کا اصول کلاسیکی ماہرین معاشیات کی عدم مداخلت کی پالیسی کا ایک اہم جز ہے ۔ جب حکومت پیداوار ، صرف ، مبادلہ وغیرہ جیسے عاملین کی آزادی میں مداخلت نہیں کرتی تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت بین الاقوامی تجارتی کاروبار میں بھی مداخلت نہیں کرتی ۔ جب بھی اشیا کو یا سرمایہ کو برآمد یا درآمد کرنے کی ضرورت پڑتی ہے تو مارکیٹ میکانزم کے عمل کی ضرورت پڑ جاتی ہے ۔ آزاد بین الاقوامی تجارت کی غیر موجودگی میں سونا معیار پالیسی پر عمل پیرا نہیں رہا جاسکتا ۔ لہذا سونا معیار پالیسی ضروری ہے ورنہ اس کے بغیر زری نظام کمزور پڑ جاتا ہے ۔

17.9 مارکیٹ میکانزم کی خامیاں Limitations of the Market Mechanism

کلاسیکی ماہرین معاشیات کا مارکیٹ میکانزم کا تصور یا اصول جس کے ذریعہ تمام معاشی مسائل کے حل کے لیے امیدیں وابستہ کی گئی تھیں مسائل کے حل میں ناکام ہے۔ اسی لیے جدید ماہرین معاشیات اس پر شدید تنقید کرتے ہیں۔ یہ نظریہ سرمایہ دارانہ نظام معیشت کے ابتدائی دور کی پیداوار ہے۔ اور جن مفروضوں کی بنیاد یہ نظریہ پیش کیا گیا تھا۔ وہ غیر صحیح ہیں۔ ابتدائی زمانہ کی معیشتیں دور جدید کی طرح پیچیدہ نہیں تھیں اور معاشی مسائل بھی زیادہ نہیں تھے۔ یہ نظام صرف اس دور کی حد تک ہی موزوں سمجھا جاسکتا تھا۔ دور جدید کی سرمایہ دارانہ معیشتوں میں حالات اس قدر پیچیدہ اور اس حد تک تبدیل ہوگئے ہیں کہ اس نظام معیشت میں مارکیٹ میکانزم کی عمل آوری کے لیے کوئی گنجائش نہیں لہذا اس کی عمل آوری محدود ہوگئی ہے۔

17.9.1 عدم مداخلت کے دور کا اختتام Gone are the Days of Laissez-Faire

دور جدید میں کوئی بھی حکومت عدم مداخلت کی پالیسی پر عمل نہیں کرتی۔ اس دور کی حکومتیں سنگین معاشی مسائل سے بے بہرہ نہیں رہ سکتیں۔ بے روزگاری، کساد بازاری، افراط زر، قلت زر جیسے مسائل کو تماشائی کی حیثیت سے نہیں دیکھا جاسکتا۔ معاشی معاملات میں مداخلت ناگزیر ہے۔ اور معاشی مسائل کو حل کرنا حکومتوں کا اولین فرض ہے۔ معاشی مسائل نہ صرف معاشی بحران پیدا کرتے ہیں بلکہ سیاسی بحران کا بھی پیش خیمہ ہیں۔ جدید حکومتیں صرف فلاحی حکومتوں کی حیثیت سے ہی برقرار رہ سکتی ہیں۔ اور کلاسیکی ماہرین معاشیات کی پالیسی پر عمل کرکے زندہ نہیں رہ سکتیں۔ دور جدید کی حکومت کے فرائض میں دن بدن اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔ نتیجتاً عوامی اخراجات یعنی (Public Expenditure) عوامی آمدنی یعنی (Public Revenue) عوامی قرض یعنی (Public Debt) جیسے عاملین میں تیزی سے اضافہ واقع ہورہا ہے۔ متوازن بجٹ کا زمانہ ختم ہوگیا جب سے حکومت معاشی معاملات میں راست طور پر مداخلت کرنے لگی ہے۔ اس وقت سے کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مارکیٹ میکانزم کی اہمیت ختم ہوگئی ہے۔

17.9.2 غیر مکمل مسابقت کی دنیا World of Imperfect Competition

سرمایہ دارانہ نظام معیشت میں مکمل مسابقت کی صورت حال نہیں پائی جاتی۔ ہم غیر مکمل مسابقت کی دنیا میں رہتے ہیں۔ مارکیٹ میں اشیا کے درمیان اجارہ دارانہ مقابلہ یا مسابقت پائی جاتی ہے۔ ان حالات میں قیمتوں کا تعین طلب اور رسد میں مساوات کے ذریعہ قائم نہیں ہوتا۔ قیمتوں کا تعین پیدا کنندہ کی طرف سے یکطرفہ عمل ہے۔ اسی طرح عاملین پیدائش کے مارکیٹ میں بھی ان کے معاوضوں کے تعین میں ٹریڈ یونینس اہم رول ادا کرتی ہیں۔ جن کو حکومت کی سرپرستی بھی حاصل ہے۔ مارکیٹ کے حالات کے لحاظ سے تخفیف اجرت کو یہ یونینس ہرگز برداشت نہیں کرتے۔ دور جدید کی حکومت بھی اقل ترین اجرتوں کے تحفظ کے ساتھ ساتھ سماجی تحفظات بھی فراہم کرتی ہے اور اس طرح مزدوروں کو کئی قسم کی سہولتیں فراہم ہوجاتی ہیں۔ مغربی ممالک میں بے روزگاری کی صورت میں بے روزگاری الاونس بھی دیا جاتا ہے۔ آج کل حکومتیں مزدور تنظیموں کے مطالبات کو نظر انداز نہیں کرسکتیں۔ یہ ایک خراب سیاست ہے جو مزدوروں کی خوشنودی پر مشتمل ہے۔ مزدور تنظموں کی مخالفت اچھی معاشیات کے باوجود بری سیاست ہے۔ یہ الفاظ مشہور ماہر معاشیات ڈلارڈ (Dillard) کے ہیں۔ مذکورہ تبدیلیوں کے نتیجہ میں معشیت بے لچک بن گئی ہے یہاں مارکیٹ میکانزم کے لیے کوئی جگہ نہیں، اور مارکیٹ میکانزم کی خود بخود عمل آوری بے فیض ہے۔

17.9.3 (زر حرکی ہوتا ہے لیکن غیر جانبدار نہیں ہوتا (یعنی زر نہ صرف حرکیاتی ہے بلکہ جانبدار بھی ہوتا ہے)

Money is Dynamic but not Neutral

کلاسیکی ماہرین معاشیات نے زر کو غیر جانبدار تصور کیا تھا۔ لیکن یہ خیال غلط ہے زر دوسرے معاشی عاملین کی بہ نسبت زیادہ متحرک اور زیادہ طاقتور عامل کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ نہ صرف مقدار پیداوار کو بلکہ تقسیم کے نظام کو بھی متاثر کرتا ہے۔ اگر اس کو صحیح ڈھنگ سے نظم نہیں کیا گیا تو ایک ایسی تباہی مچا دیتا ہے جس سے نجات ممکن نہیں جب تک ہم زر پر کنٹرول رکھتے ہیں تو وہ ایک وفادار نوکر کی طرح کام کرتا ہے۔ لیکن جب بے لگام ہوجاتا ہے تو ایک برے مالک کی طرح ہوجاتا ہے۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات زر کو غیر جانبدار تصور کرتے رہے۔ کیوں کہ بنیادی طور پر ان کے پاس زر صرف آلہ مبادلہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ اور معاشی قدر کی پیمائش کا ذریعہ تھا۔ اگر کلاسیکی زر کو سکونی نہ سمجھتے تو زر کے فرائض کو اچھی طرح سمجھ سکتے تھے۔ اور زر کو غیر جانبدار تصور نہ کرتے۔ زر کو غیر جانبدار تصور کرنے کی وجہ یہ تھی کہ کلاسیکی ماہرین معاشیات معیشت میں مکمل روزگار کی حالت کو مستقل تصور کرتے تھے۔ ان کے خیال میں معیشت ہمیشہ مکمل روزگار کے ساتھ توازن میں رہتی ہے۔ ان کے خیال میں زر کی مقدار میں تبدیلی سے پیداوار اور روزگار پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور اگر اثر پڑتا ہے بھی تو صرف اس حد تک کہ زر کی مقدار میں تبدیلی سے قیمتوں کی سطح میں اسی تناسب سے تبدیلی ہوتی ہے جس تناسب سے مقدار زر میں تبدیلی واقع ہوئی۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ مکمل روزگار کا مفروضہ غلط ہے تو زر کی غیر جانبداری کا تصور بھی غلط ہوجاتا ہے۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات کے پاس اگر زر غیر جانبدار نہیں ہوتا تو مارکیٹ میکانزم محدود ہوکر رہ جاتا اور یہ نظام خامیوں سے پر ہوجاتا ہے۔ اس طرح معاشی نظام کے مسائل کا خود بخود حل کا فلسفہ ڈھیر ہوجاتا ہے۔ زر نہ غیر جانبدار ہے اور نہ ہی معاشی نظام کے مسائل خود بخود حل ہوتے ہیں۔

17.9.4 منضبط زر کاغذی کا دور Days of Managed Paper Currency

سونا معیار ہمیشہ کے لیے ختم ہوگیا اب ساری دنیا میں منضبط زر کاغذی کا نظام رائج ہے۔ زر کاغذی پر کنٹرول کے لیے حکومت کی بااختیار ایجنسی مرکزی بنک کی حیثیت سے کام کرتی ہے۔ جو نہ صرف معاشی معاملات میں مداخلت کرتی ہے بلکہ زری نظام پر مکمل کنٹرول بھی رکھتی ہے۔ یہ ایک بااختیار ایجنسی ہے جو کرنسی اور مالی معاملات پر مکمل کنٹرول رکھتی ہے۔ ایسے حالات میں زری نظام میں خود بخود ہم آہنگی پیدا نہیں ہوسکتی۔ اور مارکیٹ میکانزم کی آزادی بے معنی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے۔

9- مارکیٹ میکانزم کے مفروضے بیان کیجیے؟

10- مارکیٹ میکانزم کے اہم تحدیدات کی نشان دہی کیجیے۔

17.10 خلاصہ Summing Up

اس اکائی سے ہم نے کلی معاشی تجزیہ کی ابتداء کی ہے۔ اس اکائی میں کلاسیکی، معاشی ماہرین کے چند اصول سمجھائے گئے ہیں۔ آدم اسمتھ بانی معاشیات سمجھا جاتا ہے۔ اس نے کئی تصورات پیش کئے ہیں۔ جیسے قدرتی نظم کا اصول، غیر مرئی ہاتھ، تقسیم عمل، کلاسیکی معاشی ماہرین کے مطابق میکانزم کے خود کار عمل سے اشیا کے مارکیٹ، روزگار کے مارکیٹ، سرمایہ کاری کے مارکیٹ (بچت اور سرمایہ کاری کے درمیان) اور زیر گردش مقدار زر میں توازن قائم ہوتا ہے۔

آج کے پیچیدہ معاشی نظام میں کلاسیکی معاشی ماہرین کے بتائے گئے اکثر آلات کار آمد نہیں رہے ہیں ۔ ان کے پیش کئے گئے چند مفروضے سرمایہ داری کے ابتدائی دور میں کچھ حد تک ضرور صحیح تھے ۔

17.11 نمونہ امتحانی سوالات Model Examination Questions

I- مندرجہ ذیل ہر سوال کا جواب تیس (30) سطروں میں لکھیے ۔

1- غیر مرئی ہاتھ کے تصور کو سمجھایئے ۔

2- مارکیٹ میکانزم سے کیا مراد ہے ؟ اس کو خود بخود صحیح کرنے والا میکانزم کیوں کہا گیا ہے ؟

3- مارکیٹ میکانزم کے عمل آوری کے لیے اہم شرائط کیا ہوتے ہیں ؟

4- کلاسیکی معاشی ماہرین کے مطابق اشیا کی مارکیٹ میں توازن کس طرح حاصل کیا جاتا ہے ؟

5- مارکیٹ میکانزم کی خود بخود تصیح کرنے کی خصوصیت کی کوتاہیاں کیا ہیں ؟

II- مندرجہ ذیل ہر سوال کا جواب پندرہ (15) سطروں میں لکھیے ۔

1- کس طرح غیر مرئی ہاتھ آبادی میں اضافہ کا تعین کرتا ہے ؟

2- عدم مداخلت کی پالیسی کی تشریح کیجیے ۔

3- زر کی غیر جانبداری سے کیا مراد ہے ؟

4- سونا معیار اصول کیا ہے ؟ اس کا متبادل کیا ہے ؟

17.12 سفارش کردہ کتابیں Suggested Books

1. Stoniner and Haque : A Text Book of Economic Theory

2. M.L. Seth : An Introduction of Keynesian Economics

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE LIBRARY * MANUU * HYDERABAD
Accn No BD-00
Date 03.08.2015

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU * Hyderabad-34.
IMC LIBRARY

اکائی-18 کلاسیکی نظریہء روزگار Classical Theory of Employment

عنوانات Contents

18.0 اغراض ومقاصد — Aims and Objectives

18.1 روزگار کے کلاسیکی نظریہ کی تمہید — Introduction to the Classical Theory of Employment

18.2 اجرت کی لچک پذیر ساخت کا تصور — The Concept of Flexible Wage Structure

18.3 پیگو کی تخفیف اجرت کی پالیسی — Pigouvian Wage- Cut Policy

18.4 "سے" کا قانون مارکیٹ — Say's Law of Market

18.5 "سے" کے قانون مارکٹ پر تنقید — Criticism against Say's Law of Market

18.5.1 شرح سود بچت اور سرمایہ کاری میں یکسانیت نہیں لاسکتی — Rate of Interest cannot equalise Savings and Investment

18.5.2 قیمت۔اجرت لچک ایک غلط تصور ہے — Price - Wage Flexibility is a Myth

18.5.3 جزوی توازن تجزیہ کو عام توازن تک توسیع دینا غیر سائنٹفک ہے — Extention of Partial to General Equilibrium Analysis is Unscientific

18.5.4 معاشی تاریخ "سے" کے قانون مارکیٹ کی تردید کرتی ہے — Economic History disproves Say's Law

18.5.5 "سے" کے قانون کے تعلق سے کلاسیکی معاشی ماہرین کی رائے میں تضاد — The Law was contradicted by Classical Economics Themsleves

18.5.6 "سے" قانون اور سوشلسٹ مکتبہ خیال — Critism by Socailist School of Thought

18.5.7 مکمل مسابقت کا مفروضہ غلط ہے — The Assumption of Perfect Competition is not valid

18.5.8 طویل مدتی توازن کی صرف نظریاتی قدر ہوسکتی ہے — Long-run Equilibrium has only Theoretical Value

18.6 خلاصہ — Summing Up

18.7 نمونہ امتحانی سوالات — Model Examination Questions

18.8 سفارش کردہ کتابیں — Suggested Books

18.0 اغراض ومقاصد Aims and Objectives

اس اکائی میں آزاد دنیا کے ممالک کے چند اہم معاشی امور سے متعلق کلاسیکی معاشی ماہرین کے خیالات پیش کئے گئے ہیں اور ان کے بعد کے معاشی ماہرین نے ان خیالات کی تنقید کن بنیادوں پر کی ہے بتایا گیا ہے۔

اس اکائی کو مکمل کرلینے کے بعد آپ اس قابل ہوجائیں گے کہ:

☆ روزگار کے کلاسیکی نظریہ کے امور کو سمجھا سکیں، جیسے

NATIONAL MEDIA CENTRE * MANUU * Hyderabad-32 IMC LIBRARY

(i) اجرت کی لچک پذیر ساخت کا تصور

(ii) پیگو کی تخفیف اجرت کی پالیسی

(iii) " سے "کا قانون مارکیٹ ، اور

☆ اسباب جن کی بنا پر " سے " کے قانون مارکیٹ پر تنقید کر سکیں۔

18.1 کلاسیکی نظریہء روزگار Classical Theory of Employment

کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق معیشتیں عام طور پر مکمل روزگار کے موقف کی طرف رجحان کی حامل ہوتی ہیں یعنی محنت اور دیگر عاملین پیدائش مکمل روزگار کی حالت میں ہوتے ہیں اور مکمل روزگار کے موقف میں سکون اور قرار کا رجحان پایا جاتا ہے۔ مکمل روزگار کی صورت کو کلاسیکی ماہرین معاشیات عام حالات سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور جب اس میں کسی قسم کی تبدیلی واقع ہوتی ہے تو انہیں غیر معمولی حالات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان ماہرین معاشیات کے خیال میں معاشی قوتوں کو آزاد چھوڑ دیا جائے یعنی مارکیٹ میکانزم کو کھلی چھوٹ دی جائے تو اس پالیسی کے نتیجہ میں عاملین پیدائش بشمول محنت کا بھرپور یا مکمل استعمال عمل میں آتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب محنت کی رسد اس کی طلب سے زائد ہے تو کس طرح معیشت میں مکمل روزگار کی صورت حال پیدا ہوگی؟ اس کے جواب میں کلاسیکی ماہرین معاشیات مارکیٹ میکانزم کے آزاد عمل کو پیش کرتے ہیں۔ جس کے ذریعہ محنت کی رسد اس کی طلب کے برابر ہوجاتی ہے۔ اور اس طرح بے روزگاری کا مسئلہ حل ہوجاتا ہے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ کس طرح ممکن ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب محنت کی رسد اس کی طلب سے بڑھ جاتی ہے تو مزدور آپس میں روزگار کے حصول کے لیے مسابقت کرتے ہیں۔ اور اس طرح اجرت گھٹ جاتی ہے۔ شرح اجرت میں کمی سے پیداواری لاگت میں کمی ہوتی ہے۔ جب پیداواری لاگت میں کمی واقع ہوتی ہے تو اشیا کی قیمتوں میں بھی کمی ہوگی اس کے نتیجہ میں اشیا کی طلب بڑھے گی اور جب اشیا کی طلب بڑھے گی تو پیدا کنندے کے نفع میں اضافہ ہوتا ہے اور زیادہ نفع پیدا کنندہ کو زیادہ سرمایہ کاری کی ترغیب دیتا ہے۔ زیادہ سرمایہ کاری کے نتیجہ میں مقدار پیداوار زائد ہوتی ہے۔ اور اس طرح بے روزگار مزدوروں کو روزگار کے مواقع ملتے ہیں۔ یعنی فاضل مزدور روزگار حاصل کرلیتے ہیں۔ لہذا بے روزگاری کا مسئلہ نہیں رہتا۔ شرط یہ ہے کہ محنت یا مزدور کم اجرت پر کم کرنے کے لیے تیار ہوجائے دیگر عاملین پیداوار کے سلسلہ میں بھی ایسے ہی حالات پیدا ہوتے ہیں اور کلاسیکی ماہرین معاشیات کا یہی استدلال وہاں بھی کام کرتا ہے۔ وسائل کو روزگار کی زیادہ فراہمی سے نفع میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور یہ عمل اس نقطہ تک جاری رہتا ہے جہاں عاملین پیداوار اپنی متعلقہ طبعی پیداآوری سے زیادہ معاوضہ طلب نہیں کرتے۔ یعنی یہ عمل اسوقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ مزدور اس معاوضہ کو قبول کرلیتا ہے جس کا کہ وہ مستحق ہے

18.2 اجرت کی لچک پذیر ساخت کا تصور The Concept of Flexible Wage Structure

کلاسیکی نظریہ روزگار کا ایک اہم مفروضہ اجرت کی لچک پذیر ساخت پر بھی منحصر ہے۔ اجرت کی لچک پذیری سے کیا مراد ہے؟ اجرت کی لچک پذیر ساخت سے مراد طلب اور رسد کی بنیاد پر اجرتوں میں کمی زیادتی کا رجحان مثلاً جب مزدوروں کی رسد اس کی طلب سے بڑھ جاتی ہے تو اجرتیں گھٹتی ہیں۔ اور اس کے برعکس جب طلب کی بہ نسبت رسد گھٹ جاتی ہے تو اجرتوں کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسی طرز عمل پر اجرت کی لچک پذیر ساخت مبنی ہے۔ اگر اجرت کی ایسی لچک پذیر ساخت کا تصور نہیں ہے تو یہ نظام فاضل مزدوروں کو روزگار فراہم نہیں کرسکتا۔ لہذا اجرت کی لچک پذیر ساخت کا پایا جانا کلاسیکی ماہرین معاشیات کا ایک اہم مفروضہ ہے۔

لچک پذیری کا یہ تصور نہ صرف اجرتوں سے متعلق ہے بلکہ عام معاشی نظام میں بھی اس کی سخت ضرورت ہے۔ کیوں کہ اجرتوں میں کمی و زیادتی کے نتیجہ میں پیداواری لاگت اور قیمت کی سطح میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ ایسی تبدیلیوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے پیدا کنندوں کو آگے بڑھنا چاہیے۔ اگر پیداوار کی مقدار میں تبدیلیاں فنی یا قانونی رکاوٹوں کی وجہ سے ممکن نہیں تو پھر مزدور کی رسد کے اضافہ سے روزگار کے مواقع فراہم نہیں ہوتے۔

اجرت کی لچک پذیر ساخت کے لیے یعنی اجرتوں کے تعین کے سلسلہ میں بیرونی مداخلت خارج از بحث ہے اجرتوں کا تعین صرف طلب اور رسد کی مساوات پر ہونا چاہیے اگر مزدور اتحاد یونین، اجرتوں کی سطح پر اثر انداز ہوتو اجرت کی ساخت لچک پذیر نہیں رہ سکتی۔ اور اگر اجرت کی ساخت بے لچک رہے گی تو مکمل روزگار حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اجرت کی لچک پذیر ساخت میں دوسری رکاوٹ حکومت کی مداخلت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اگر حکومت مداخلت کے ذریعہ اقل ترین اجرتوں کی ضمانت یا بے روزگاری الاونس جیسے اقدامات عمل میں لاتی ہے تو پھر اجرت کی ساخت غیر لچک پذیر ہوجاتی ہے۔ اور مارکیٹ میکانزم ناکام ہوجاتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے۔

1- اجرت کی لچک پذیر ساخت سے کیا مراد ہے ؟

2- اجرت کی لچک پذیر ساخت کے مفروضے کیا ہیں ؟

18.3 پیگو کی تخفیف اجرت کی پالیسی Pigouvian Wage Cut Policy

پیگو ایک نو کلاسیکی ماہر معاشیات ہے۔ اس ماہر معاشیات کے مطابق عاملین پیدائش کا بازار ہو کہ اشیا کا بازار ،اگر بیرونی مداخلت نہ ہوتو آزاد اور بغیر کسی رکاوٹ کے مسابقت یا مقابلہ کی ترغیب پائی جاتی ہے۔ اور ایسی صورت میں اجرتیں اس سطح پر متعین ہوجاتی ہیں جس پر تمام پیدا کنندوں کو تسلی بخش منافع حاصل ہورہا ہے۔ لہذا وہ تمام کام کے متلاشی بے روزگار مزدوروں کو روزگار فراہم کردیتے ہیں۔ پیگو کا یہ خیال ہے کہ مکمل مسابقت کے حالات میں اجرتوں کی شرح ،طلب کے مساوی رہتی ہے لیے تمام مزدوروں کو روزگار فراہم ہوجاتا ہے۔ اجرت اور روزگار کے درمیان علتی رشتہ کو پیگو نے ذیل کی مساوات کے ذریعہ پیش کیا ہے۔

$$N = \frac{q}{w} y$$

جہاں N سے مراد برسر روزگار مزدوروں کی تعداد اور q آمدنی کے ایسے حصہ کو ظاہر کرتا ہے جو اجرتوں کے طورپر حاصل کیا جاتا ہے۔ یعنی قومی آمدنی میں اجرتوں کا حصہ۔ y سے مراد قومی آمدنی اور w سے مراد اجرت بشکل زر کی شرح سے ہے اس مساوات میں یہ فرض کرلیا گیا ہے کہ q اور y تقریباً مستقل رہتے ہیں۔ اسی لیے n کی قدر w کے منفی تناسب (Inversely Propotionate)پر مشتمل ہوتی ہے۔ اگر w کی قدر میں کمی ہوتی ہے تو n کی قدر میں خود بخود اضافہ ہوتا ہے۔ Nاور W کے تعلق کو شکل 18.1 سے ظاہر کیا گیا ہے۔

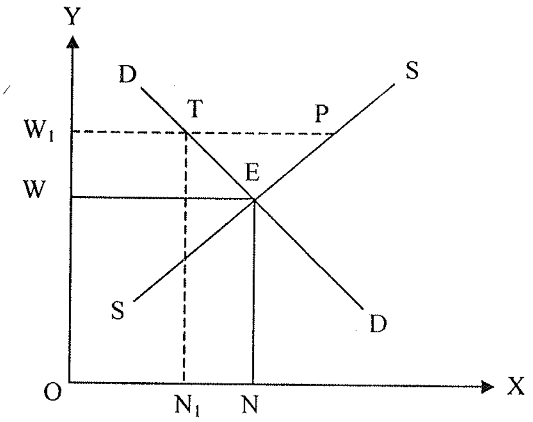

شکل میں OX کے افقی خط پر مزدوروں کی تعداد اور OY کے عمودی خط پر اجرتوں کی شرح کو دکھایا گیا ہے۔ SS کا خط محنت کا خط رسد ہے اور DD کا خط محنت کا خط طلب ہے۔ مقامE ایسا متوازن نقطہ ہے جہاں دونوں خطوط ایک دوسرے کو قطع کرتے ہیں۔ اس طرح اس فرضی معیشت میں جب اجرت کی سطح OW ہے توON کی تعداد میں مزدوروں کو روزگار حاصل ہوتا ہے۔ اگر حکومتی قانون یا مزدور یونین کی سرگرمی کی وجہ سے شرح اجرت بڑھ کر OW_1 ہوجاتی ہے تو مزدوروں کی طلب W_1Tاور رسد W_1P پر ہوجاتی ہے۔ لہذا رسد کی بہ نسبت محنت کی طلب میں PT کی حد تک کمی ہوجاتی ہے۔ اسی لیے صرف ON_1 مزدوروں کو روزگار ملتا ہے یہ روزگار کی سطح ON کی بہ نسبت کم ہے۔ اس طرح NN_1 کی حد تک مزدور بے روزگار ہوجاتے ہیں۔ ان بے روزگاروں کو روزگار فراہم کرنے کے لیے شرح اجرت کو OW_1 سے گھٹا کر OW کرنا پڑتا ہے۔

ہنری ہیزلیٹ(Henry Hazlitt) کے مطابق جو کلاسیکی ماہرین معاشیات کے گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔ انگلستان میں پائی جانے والی 1920 کی دہائی کی طویل بے روزگاری اور امریکہ میں پائی جانے والی 1930 کی دہائی کی طویل بے روزگاری سرمایہ داری نظام کے سماج کی کوئی خامی یا عام خصوصیت کی وجہ سے پیدا نہیں ہوئی تھی بلکہ ایسی بے روزگاری اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ اجرتیں بے لچک تھیں۔ اجرتوں کی غیر لچک داری مضبوط ٹریڈ یونینوں کا کردار اور حکومت کی آزاد پالیسی اس بے روزگاری کی ذمہ دار تھی۔ اس کلاسیکی ماہر معاشیات کے مطابق مذکورہ بے روزگاری کی حالت میں اجرتوں میں تخفیف پر سماج کو کوئی اعتراض نہ ہوتا تو متلاشیان روزگار کو روزگار فراہم کیا جاسکتا تھا۔ اور غیر ارادی بے روزگاری کا خاتمہ ممکن تھا۔ ایسے کلاسیکی نظریہ کو نظریہ قیمت اور نظریہ اتار چڑھاؤ سے بھی تعبیر کیا گیا کیوں کہ اس نظریہ کے مطابق مکمل روزگار حاصل کرنے کے لیے قیمتوں اور اجرتوں میں تبدیلی ناگزیر ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے۔

-3 پیگو کی اجرتوں کی تخفیف کی پالیسی کیا ہے ؟

-4 اجرت اور روزگار کے درمیان کس قسم کا رشتہ پایا جاتا ہے۔ ؟

18.4 "سے" کا قانون مارکیٹ Say's Law of Market

"جے- بی - سے" (J.B.Say)ایک کلاسیکی ماہر معاشیات ہے۔ اور اس ماہر معاشیات کے نام سے "سے" کا قانون مارکیٹ وابستہ ہے۔ اس قانون کے ذریعہ ہم مکمل روزگار کے کلاسیکی نظریہ کو سمجھ سکتے ہیں۔ کیوں کہ اس قانون کو کلاسیکی معاشی تجزیہ کی بنیاد سمجھا جاتا ہے۔ "سے" ایک فرنچ ماہر معاشیات ہے۔ اس ماہر معاشیات نے اس قانون کو (Traited Economic Plitiqe)نامی کتاب میں پیش کیا۔ اس قانون کے مطابق رسد اپنی طلب کو خود تخلیق کرتی ہے۔ "سے" کے الفاظ میں رسد اپنی طلب آپ پیدا کرلیتی ہے۔ اس قانون کی وضاحت بہت آسان ہے "سے" کا یہ مفروضہ کہ لوگ اسی

لیے محنت کرتے ہیں کہ اشیا پیدا کر کے ان سے تسکین حاصل کریں لہذا اشیا سے تسکین حاصل کرنے کے لیے محنت بھی کی جاتی ہے اور اشیا بھی پیدا کی جاتی ہیں۔ لہذا کسی بھی معیشت میں اشیا کی پیداوار مبادلہ کے لیے کی جاتی ہے۔ اسی لیے کچھ بھی پیداوار کی جاتی ہے - وہ دیگر شئے کی طلب کو ظاہر کرتی ہے۔ لہذا کسی بھی معیشت میں جو تقسیم عمل پر کاربند ہے عمل پیدائش مبادلہ کے لیئے ہوتی ہے۔ یعنی اشیا کا تبادلہ اشیا سے ہوتا ہے۔ لہذا جو کچھ بھی پیدا کیا جاتا ہے وہ دیگر شئے کی طلب کو ظاہر کرتا ہے۔ بارٹر سسٹم میں بھی یہ طریقہ رائج تھا اور اب زر کی معیشت میں بھی یہ طریقہ یا تجزیہ صحیح ہے

زری معیشت میں جہاں اشیا پیدا کی جاتی ہیں اور ان کی قیمت بھی مقرر کی جاتی ہے تو اس قیمت کے مساوی رقم عاملین پیداوار کو معاوضہ کے طور پر پہلے ہی ادا کر دی جاتی ہے۔ لہذا عاملین پیداوار کی مجموعی آمدنیاں پیداوار کی معاشی قدر کے مساوی ہوتی ہیں۔ لہذا ہر زائد پیداوار کے ساتھ ساتھ اس کے مساوی قوت خرید کی رقم بھی وجود میں آتی ہے۔ اسی لیے جب بھی اشیا کی زائد رسد ہوتی ہے۔ تو اس کے مساوی زائد طلب وجود میں آجاتی ہے۔ لہذا طلب میں کمی کی وجہ سے اشیا کے فروخت نہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر ایک زائد مزدور کو وہی اشیا خریدنی پڑیں گی جو وہ پیدا کرتا ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کو روزگار سے جو نئی آمدنی حاصل ہوئی اس کے مساوی مارکیٹ میں اشیا کی طلب بڑھتی ہے۔ یعنی آمدنی کے حساب سے طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔ لوگ اپنی آمدنی کے کچھ حصہ کو پس انداز کر بھی لیں تو قیمت کی لچک پذیری کے ساتھ بچتوں کو اصل کاری میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ اور یہاں "سے" کا قانون صحیح ثابت ہوتا ہے

"سے" کا یہ بھی خیال ہے کہ اشیا کی مجموعی رسد اور ان کی مجموعی طلب میں مساوات غیر منطقی نوعیت کی نہیں ہوتی کیوں کہ مجموعی طلب کے معنی اشیا کی جملہ پیداوار کی مقدار سے ہے۔ لہذا عام طور پر زیادہ پیداوار کا تصور غیر منطقی ہے "سے" کے مطابق زیادہ پیداوار سے مراد دولت کی پیداوار میں زیادتی سے ہے۔ قوموں کے لحاظ سے دولت حد سے زیادہ نہیں ہوسکتی جیسا کہ افراد کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ "سے" کا یہ بھی کہنا ہے کہ وسائل پیدائش کے استعمال میں غیر کارکردگی کے نتیجہ میں چند اشیا کی پیداوار کی قلت اور چند اشیا کی فاضل پیداوار ہوسکتی ہے۔ لیکن اس صورت حال میں درستی اس وقت پیدا ہوگی جب پیدا کنندہ ایسی اشیا پیدا کرے گا جن کی فروخت سے اس کو نفع حاصل ہوتا ہے۔ اور ان اشیا کی پیداوار سے گریز کرے گا جنہیں نفع پر فروخت نہیں کیا جاسکتا۔

"جے۔ بی۔ سے" کا یہ بھی خیال ہے کہ معیشت میں بحران عارضی نوعیت کا ہوتا ہے۔ اور انفرادی آزادی سے اس عدم توازن پر قابو پا لیا جاسکتا ہے۔ "سے" کے خیال میں پیداوار کے معنی صرف ایسی اشیا کی پیدائش سے ہے جن کی طلب ہے اور نتیجتاً اگر کوئی زائد پیداوار ہوتی بھی ہے تو یہ پیداوار کی غلطی نہیں اسی لیے اس کو زائد پیداوار نہیں کہتے۔ "سے" کے خیال میں پیدا کنندہ جتنی پیداوار چاہے پیدا کرے لیکن قیمت میں کمی کے ذریعہ ہی پیداوار فروخت ہوگی۔ "سے" کے قانون کے مفروضے کے تحت عاملین پیداوار کو جو آمدنیاں حاصل ہوتی ہیں وہ اشیا اور خدمات کی خریداری پر خرچ کی جاتی ہیں۔ اس ماہر معاشیات کا یہ خیال ہے کہ زر کی طلب زر برائے زر کی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ زر کی ضرورت یا طلب اسی لیے ہے کہ پیداوار کو حاصل کر کے صرف کیا جائے۔ پیداوار زر کے بدلے میں فروخت ہوتی ہے تو وہ زر دیگر اشیا پر خرچ کیا جاتا ہے۔ لوگ اپنی آمدنیوں کا کچھ حصہ پس انداز بھی کرلیں تو اس قانون پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ کیوں کہ بچتیں بھی خود بخود اصل کاری کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔ جہاں بچتیں اصل کاری کے مساوی ہوگئیں تو کوئی مسئلہ نہیں اور اگر بچت اور اصل کاری میں عدم مساوات پیدا بھی ہوجائے تو مارکیٹ میکانزم یعنی شرح سود کے ذریعہ دونوں میں مساوات پیدا کی جاسکتی ہے۔ Hansen کے مطابق "سے" کا قانون مارکیٹ آزاد مبادلہ پر مبنی معیشت کی وضاحت کرتا ہے۔ یہ قانون اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ طلب کا اہم ذریعہ خود اشیا کی پیداوار سے عاملین پیداوار کو حاصل ہونے والی آمدنیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

کلاسیکی ماہرین معاشیات نے اس قانون کی کئی مثالوں سے وضاحت بھی کی ہے۔ مثلاً جب معیشت میں ایک کار پیدا کی جاتی ہے تو اجرت نفع اور کئی خدمات کے معاوضہ کی مجموعی رقم کار کے قیمت کے مساوی ہوتی ہے۔ اور لازمی طور پر اسی مالیت کے لحاظ سے قوت خرید میں اضافہ ہوتا ہے۔ Mc Connel کے مطابق اشیا کی پیداوار کا عمل اشیاء کی پیداوار کی ملکیت

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU
IMC LIBRARY
* Hyderabad-32.

کے مساوی آمدنی کو وجود میں لاتا ہے۔ یعنی کسی بھی پیداوار سے خود بخود اتنی آمدنی پیدا ہوجاتی ہے کہ اس سے تمام پیداوار خریدی جاسکے۔ لہذا رسد خود بخود طلب کی تخلیق کرتی ہے۔ جیمس مل James Mill نے بھی اپنی کتاب "پولیٹکل اکانومی کے اصول" میں یہ استدلال پیش کیا ہے کہ پیداوار کے ساتھ ساتھ صرف بھی بڑھتا ہے۔ اور پیداوار طلب کی واحد وجہ ہے طلب میں اضافہ کے بغیر رسد میں اضافہ نہیں ہوتا۔ دونوں میں ایک ساتھ اور مساوی اضافہ ہوتا ہے۔ David Ricardo بھی ایک کلاسیکی ماہر معاشیات ہے وہ بھی اس خیال کا حامی ہے۔ ریکارڈو کے خیال میں رسد طلب سے زائد نہیں ہوتی۔ اسی لیے زائد پیداوار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس طرح تمام کلاسیکی ماہرین معاشیات اس بات پر متفق تھے کہ جب تک "سے" کا قانون مارکیٹ یعنی رسد خود بخود طلب کو وجود میں لاتی ہے عمل پذیر ہے۔ اس وقت تک مکمل روزگار کی طمانیت دی جاسکتی ہے۔ یعنی "سے" کے قانون مارکیٹ کی موجودگی میں مکمل روزگار کی طمانیت ہے۔

18.5 "سے" کے قانون مارکیٹ پر تنقید Criticism against Say's Law market

1930 کی دہائی میں بڑی کساد بازاری یعنی Great Depression شروع ہوا جس کے نتیجہ میں سرمایہ دارانہ نظام کی دنیا میں بے روزگاری میں بڑا اضافہ ہوا۔ اور قیمتوں میں کمی ہوگئی۔ اب "سے" کے قانون مارکیٹ اور اس کی افادیت پر مباحثہ شروع ہوا۔ جدید ماہرین معاشیات کے گروہ سے تعلق رکھنے والے مشہور ماہر معاشیات جے یم کینز نے ذیل کے استدلال کی بنیاد پر اس قانون کی تاثیر پر شدید تنقید کی جو درج ذیل ہے۔

18.5.1 شرح سود، بچت اور سرمایہ کاری میں یکسانیت نہیں لاسکتی۔

Rate of Interest Can not Equalise Savings and Investment

"سے" کے قانون کے مطابق ہر پیداوار اپنی طلب کو وجود میں لاتی ہے۔ یعنی ہر پیداوار اس کی خریدی کے لیے ضروری قوت خرید کو بھی تخلیق کرتی ہے۔ لہذا پیداوار میں کمی و بیشی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اس قانون کا یہ بھی مفروضہ ہے کہ عاملین پیداوار کی تمام آمدنیاں اشیا کی پیداوار پر ساتھ ہی خرچ کردی جاتی ہیں۔ یعنی بچت نہیں ہے اور اگر بچت ہے بھی تو وہ اصل کاری کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ لہذا اشیا کی طلب ان کی رسد کے مساوی ہوتی ہے۔

بچت کس طرح اصل کاری کے مساوی ہوتی ہے معرض بحث ہے اس کا جواب کلاسیکی ماہرین معاشیات نے اس طرح دیا کہ مارکیٹ میکانزم جو معاشی نظام میں توازن قائم کرتا ہے۔ وہی مارکیٹ میکانزم بچت اور اصل کاری میں بھی توازن پیدا کرتا ہے۔ یہاں یہ میکانزم شرح سود کی شکل پر مشتمل ہوتا ہے۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق بچت اور اصل کاری اور سود لچک پذیر ہوتے ہیں۔ شرح سود میں تبدیلی سے ان میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً اگر اصل کاری کی بہ نسبت بچتوں میں زیادتی رہتی ہے تو شرح سود گھٹ جاتی ہے۔ اور شرح سود میں کمی سے اصل کاری میں اضافہ ہوتا ہے۔ نتیجتاً اصل کاری میں بچتوں کی سطح تک اضافہ جاری رہتا ہے۔ اس طرح بچت اور اصل کاری میں توازن قائم ہوجاتا ہے۔ اگر آمدنی کا کچھ حصہ پس انداز کر لیا بھی گیا تو اس کو اصل کاری میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طرح رسد کے مقابلہ میں طلب میں کمی نہیں ہوتی۔ McConnel کے مطابق کلاسیکی ماہرین معاشیات نے معیشت کو ایک بڑے باتھنگ ٹب کے مماثل تصور کیا جس میں پانی کا نشان پیداوار اور روزگار کی سطح کو ظاہر کرتا ہے۔ اس باتھنگ ٹب میں اگر بچت میں تبدیلی واقع ہوئی ہے یعنی بچر کی وجہ سے بہہ گئی ہے تو اس کو سرمایہ کاری میں بدل کر شرح سود کے پائپ کے ذریعہ واپس کردیا جائے گا۔

لیکن یہ تجزیہ غلط ہے اور رابنسن کروسو کی معیشت میں ہی یہ تجزیہ ممکن ہے۔ جہاں زر کا وجود نہیں اور جو کچھ بھی صرف نہیں ہوتا وہ بچالیا جاتا ہے۔ اور جو بچالیا جاتا ہے اس کو اصل کاری کی طرف موڑ دیا جاتاہے۔

جدید پیچیدہ زری معیشت میں بچتیں خود بخود اصل کاری میں تبدیل نہیں ہوتیں ۔ ہر ایک بچت اصل کاری میں تبدیل نہیں ہوتی ۔ کیوں کہ یا تو اس کا ذخیرہ کیا جاتا ہے یا مستقبل میں پیش آنے والے غیر یقینی حالات کے مقابلہ کے لیے زر نقد کی شکل میں رکھا جاتا ہے ۔ Wicksell نے یہ ثابت کردیا کہ ان محدود مفروضوں کے تحت بھی شرح سود کے ذریعہ بچت اور سرمایہ کاری میں مساوات پیدا نہیں کی جاسکتی ۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات کا یہ خیال کہ شرح سود ایک ایسا طاقتور عامل ہے جو بچت اور سرمایہ کاری میں مساوات پیدا کرتا ہے ۔ آج کے دور میں یہ بات غلط ثابت ہوچکی ہے کیوں کہ بچت ہو یا اصل کاری یا سود لچک پذیر نہیں ہوتے ۔ کینز کے مطابق بچتوں کی سطح ایک طرف آمدنی کی سطح پر تو دوسری طرف میلان بچت پر منحصر ہوتی ہے ۔ قلیل مدت میں چوں کہ میلان بچت مستقل ہوتا ہے اسی لیے یہ عام طور پر آمدنی کی سطح پر منحصر ہوتی ہے ۔ اور آمدنی کی سطح میں زیادتی سے بچتوں میں زیادتی پائی جاتی ہے ۔ اور آمدنی کی سطح میں کمی سے بچتوں میں کمی پائی جاتی ہے ۔ لیکن جہاں تک سرمایہ کاری کا سوال ہے یہ بالکل مختلف عناصر پر منحصر ہوتی ہے ۔ کینز کے مطابق سرمایہ کاری کا تعین متوقع نفع کی شرح کے ساتھ ساتھ اصل کی مختتم کارکردگی پر ہے ۔ یہ عناصر زیادہ تبدیل ہونے والے عناصر ہیں جو غیر جانبدار عناصر پر مشتمل نہیں ہوتے ۔ بلکہ غیر معاشی ذہنی عناصر پر بھی منحصر ہوتے ہیں ۔ سماج کا محدود طبقہ یعنی تاجر اور پیدا کنندے سرمایہ کاری کرتے ہیں ۔ جب کہ آمدنی بچت کے قابل ہوتی ہے تو اسی سے بچت کی جاتی ہے ۔ اس طرح بچت کرنے والے اور اصل کاری کرنے والے طبقات معیشت میں الگ الگ زمروں میں پائے جاتے ہیں ۔ اسی طرح سرمایہ کاری اور بچت کے مقاصد میں بھی اختلاف ہوتا ہے ان حالات میں بچت اور سرمایہ کاری اور اصل کاری میں یکسانیت ممکن نہیں ۔ Mac Connel نے بالکل سچ کہا تھا کہ جدید معاشی ماہرین نے کلاسیکی ماہرین معاشیات کے بہ نسبت اپنے آپ کو ایک بہتر پلمبر کی حیثیت سے پیش کیا کیوں کہ انہوں نے یہ مشاہدہ کرلیا تھا کہ بچتوں کے ٹپکنے یا رسنے اور اصل کاری کے ذریعہ ٹب میں اس کی واپسی کے درمیان کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں پایا جاتا ۔ لہذا کلاسیکی ماہرین معاشیات کا یہ خیال کہ شرح سود بچت اور سرمایہ کاری میں یکسانیت پیدا کرتی ہے غلط ہے

18.5.2 قیمت و اجرت کی لچک پذیری ایک غلط تصور ہے Price-Wage Flexibility is a Myth

قیمت و اجرت کی لچک پذیری " سے " کے قانون مارکیٹ میں بڑی اہمیت کی حامل ہے ۔ جس کو جدید ماہرین معاشیات نے جن میں کینز کا نام قابل ذکر ہے ۔ تنقید کا نشانہ بنایا ہے ۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات کا یہ خیال کہ اگر شرح سود بچت اور اصل کاری میں مساوات لانے میں ناکام بھی ہوجائے تو طلب اور رسد میں توازن قیمت و اجرت کی لچک پذیری کے ذریعہ قائم ہوجاتا ہے ۔ کلاسکی ماہرین معاشیات کے مطابق اشیا کی طلب مجموعی اخراجات پر ہی نہیں بلکہ قیمتوں کی سطح پر منحصر ہوتی ہے ۔ مجموعی اخراجات میں کسی شے کی طلب میں کمی ہوجائے گی تو فروشندوں کے درمیان مسابقت کی وجہ سے اشیا کی قیمتوں میں کمی ہوجاتی ہے اور کم قیمت پر لوگ زیادہ اشیا طلب کرتے ہیں ۔ لہذا مجموعی طلب مجموعی رسد کے مساوی ہوتی ہے ۔ اس طرح کلاسیکی ماہرین معاشیات کے لحاظ سے اگر بچت اور سرمایہ کاری کے درمیان عدم مساوات پیدا ہو بھی جائے تو قیمت کی عام سطح گھٹ جاتی ہے لیکن طلب اور توازن پر کوئی اثر نہیں پڑتا ۔ لیکن تنقید نگاروں کا یہ کہنا ہے کہ جب قیمتوں میں کمی ہوجاتی ہے تو نفع کی سطح بری طرح متاثر ہوتی ہے ۔ نفع میں کمی سے پیدا کنندے چند مزدوروں کو کام سے علحدہ کردیتے ہیں اور اس طرح پیداوار گھٹ جاتی ہے ۔ کام سے علحدگی اور پیداوار میں کمی سے مجموعی آمدنی کے ساتھ اخراجات میں بھی کمی ہوجاتی ہے اور یہ عمل آگ پر تیل چھڑکنے کے برابر ہوتا ہے ۔ اس قسم کے حالات سے مسئلہ حل ہونے کی بجائے بحران میں شدت پیدا ہوتی ہے ۔ کلاسیکی معاشی ماہرین کا خیال کے آزاد مکمل اور مسابقت والے مارکیٹ میں میکانزم اس طرح کام نہیں کرتا جس طرح کہ تنقید نگاروں نے اس کا جائزہ لیا ہے ۔ بلکہ ان کے مطابق مارکیٹ میکانزم دوسرے طریقے سے کام کرتا ہے ۔ جب اشیا کی قیمتیں اچانک گھٹ جاتی ہیں تو بے شک اس سے نفع کی سطح متاثر ہوتی ہے لیکن مزدور کی طلب اور دیگر عاملین پیداوار کی طلب بھی گھٹ جاتی ہے ۔ اور چند مزدور بے روزگار ہوجاتے ہیں ۔ اور جب یہ سلسلہ جاری رہتاہے یعنی بے روزگار مزدوروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے تو اب ان کے درمیان مسابقت اور مقابلہ شروع ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے سطح اجرت گھٹ جاتی ہے

Hyderabad

اور اس طرح نفع کی سطح متاثر ہوتی ہے ۔ یعنی اب پیداکنندوں کے لیے اس گرتی ہوئی اجرت کی سطح پر تمام بے روزگاروں کو روزگار فراہم کرنا ممکن ہوجاتا ہے ۔ پیگو کے مطابق اجرتوں میں اتنی کمی ہوجاتی ہے کہ پیداکنندے کے لیے تمام بے روزگاروں کو روزگار فراہم کرنا نفع بخش ہوجاتا ہے ۔ اس طرح قیمتوں میں کمی کے نتیجہ میں نفع کی سطح اور پیداوار بری طرح متاثر نہیں ہوتی بلکہ صرف اجرتوں میں کمی ہوجاتی ہے ۔ اس کھیل میں صرف مزدوروں کو ہی نقصان ہوتا ہے لیکن معیشت کا توازن طویل مدت تک متاثر نہیں ہوتا ۔ اس طرح رسد یا پیداوار خود اپنی طلب پیدا کرلیتی ہے ۔

پیگو کے اس خیال کو کینز نے دو بنیادوں پر چیالنج کیا ہے پہلا یہ کہ قیمتیں اور اجرتیں اتنی لچک پذیر نہیں ہوتی کہ مجموعی اخراجات میں کمی کے ساتھ ہی ان میں بھی کمی ہوجائے ۔ کیوں کہ ایک طرف اشیا کے بازار میں اجارہ دار پیداکنندے جو موجودہ دور کی سرمایہ داری معیشتوں پر غالب ہیں ، تخفیف قیمت کا مقابلہ کرتے ہیں تودوسری طرف مزدور مارکیٹ میں ٹریڈ یونین دن بدن اتنی مضبوط ہورہی ہیں کہ اجرتوں کی سطح میں کمی ممکن نہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ دور جدید کی حکومتیں کم ترین اجرتوں کی طمانیت دے رہی ہیں لہذا ان حالات میں قیمت و اجرت لچک پذیری کا تصور ناممکن ہے ۔

دوسرا استدلال یہ کہ اگر ہم اس بات کو تسلیم بھی کرلیں کہ مجموعی اخراجات میں کمی سے اجرتیں گھٹ جاتی ہیں تو بھی پیگو کی توقع کے مطابق مکمل روزگار کی سطح کے توازن کا دوبارہ حاصل کرنا مشکل ہوجاتا ہے ۔ کیوں کہ اجرتوں میں کمی کے معنی آمدنی بہ شکل زر میں کمی سے ہے ۔ اور جب زری آمدنیوں میں کمی سے مجموعی اخراجات میں مزید کمی ہوجاتی ہے تو اجرتوں میں کمی اور مجموعی اخراجات میں کمی سے معیشت کساد بازاری کی طرف بڑھتی ہے ۔ لہذا کینز کے مطابق اگر قیمت و اجرت میں لچک پذیری ممکن ہوتو بھی اس سے صرف سرد بازاری میں اور اضافہ ہوگا اور یہ مسئلہ کا حل نہیں ہے ۔ اس طرح کلاسیکی ماہرین معاشیات اور کینز کے درمیان اختلافات بالکل بنیادی نوعیت کے ہیں ۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق روزگار کی سطح اجرت پر منحصر ہے ۔ اور اجرت کی سطح میں کمی سے روزگار میں اضافہ ہوتا ہے ۔ جب کہ کینز کا خیال ہے کہ روزگار اور پیداوار موثر طلب کی سطح پر منحصر ہوتے ہیں ۔ جن کو اجرتوں میں تبدیلی کے بغیر برقرار رکھا جاسکتا ہے ۔ حقیقت میں ان اختلافات کی بنیاد یہ ہے کہ معیشت کے عمل میں اجرتیں دوہرا رول ادا کرتی ہیں ۔ ایک طرف وہ لاگتوں پر مشتمل ہوتی ہیں تو دوسری طرف وہ آمدنیوں کی حیثیت رکھتی ہیں ۔ پیگو اور دوسرے کلاسیکی ماہرین معاشیات نے اجرتوں کو صرف لاگتوں کے نقطہ نظر سے دیکھا ہے جب کہ کینز ان کو آمدنی کے نقطہ نظر سے دیکھتا ہے اسی بنیاد پر کینز نے کساد بازاری اور بے روزگاری کے مسائل کے حل میں تخفیف اجرت کے نظریہ کی شدید مخالفت کی ہے ۔ جب کہ کلاسیکی ماہرین نے اس کو بحران کے حل کا واحد ذریعہ سمجھا ہے ۔

18.5.3 جزوی توازن تجزیہ کو عام یا کُلّی توازن تجزیہ تک توسیع دینا غیر سائنٹفک ہے

Extension of Partial Equilibrium Analysis to that of General Equilibrium is unscientific

" جے ۔ بی ۔ سے " کے قانون مارکیٹ پر دوسری نوعیت کی تنقید یہ ہے کہ فرم یا صنعت کے جزوی توازن کے تجزیہ کو کل معیشت تک توسیع دینا غلط ہے ۔ جیسے کلاسیکی مفروضہ ہی کو لیجیے کہ تخفیف اجرت کے ذریعہ روزگار کے موقعوں میں اضافہ ممکن ہے ۔ ایسا استدلال کسی انفرادی صنعت کے لیے صحیح ہوسکتا ہے کہ جب اس صنعت میں اجرت کی سطح گھٹ جاتی ہے تو اس کی پیداواری لاگت میں کمی ہوتی ہے اور اشیا کم قیمت پر تیار ہوتے ہیں اور فروخت ہوسکتے ہیں ۔ قیمتوں میں کمی کے نتیجہ میں اس صنعت کی اشیا کی طلب بڑھتی ہے ۔ لہذا زیادہ مزدوروں کو روزگار فراہم کرکے روزگار میں اضافہ کیا جاسکتا ہے ۔ جب ہم اس استدلال کو کُلّی معیشت پر لاگو کرتے ہیں تو حالات بالکل مختلف ہوتے ہیں ۔ یعنی ہم معیشت کو ایک یونٹ تصور کرکے اس تجزیہ کو جزوی سطح تک بڑھا کر کُلی سطح تک توسیع دینا چاہتے ہیں تو یہ تجزیہ غلط ثابت ہوتا ہے ۔ کیوں کہ عام صنعتوں میں یعنی کل صنعتوں میں عام تخفیف اجرت کی وجہ سے معیشت کی قوت خرید میں کمی ہوجاتی ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اشیا کی قیمتیں توکم ہوں گی لیکن آمدنیوں میں بھی کمی واقع ہوگی ۔ لہذا کم سطح کی آمدنی مجموعی رسد کی خریدی کے لیے موثر طلب

کے طور پر کافی نہیں ہوتی۔ لہذا تخفیف اجرت کی پالیسی جو کسی ایک صنعت میں روزگار کے مواقع بڑھا سکتی ہے وہ کل معیشت کے لیے ہرگز مناسب نہیں ہوسکتی۔ اسی لیے جزوی معاشی تجزیہ کو کلی معاشی تجزیہ تک توسیع دینا درست نہیں۔

18.5.4 معاشی تاریخ "سے" کے قانون مارکیٹ کی تردید کرتی ہے۔

Economic History Disrpoves Say's Law

سرمایہ دارانہ ممالک کی معاشی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ "سے" کا قانون مارکیٹ کارآمد نہیں اگر "سے" کا قانون مارکیٹ درست اور صحیح ہوتا یعنی رسد اپنی طلب کو خود تخلیق کرتی ہے کا فلسفہ صحیح ہوتا تو معاشی عمل میں مسلسل تغیرات رونما نہ ہوتے۔ یہاں تو یہ حال ہے کہ کبھی خوش حالی کا دور ہے تو کبھی معاشی بدحالی کا دور ہے۔ جس کو تجارتی چکر کہتے ہیں۔ یعنی ٹریڈ سیکل ٹریڈ سیکلس انیسویں اور بیسوی صدی کی ابتداء میں وقوع پذیر ہوئے۔ کلاسیکی تجزیہ تجارتی اتار چڑھاؤ کے وجوہات کی نشان دہی میں ناکام ہے۔ یہ تجارتی چکر مغربی ممالک کے لیے ترقی کی راہ میں بڑی رکاوٹ بن گئے۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات آدم اسمتھ کے قدرتی نظام کے نظریہ سے کلی اتفاق کرتے تھے اور اس نظریہ سے مطمئن بھی تھے کہ معیشت میں پیدا ہونے والی گرم بازاری اور سرد بازاری کے حالات قدرتی طور پر پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے خیال میں جس طرح رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات ہے اسی طرح معشت میں بھی گرم بازاری اور سرد بازاری عام صورت حال ہے۔ 1930ء کی دہائی کی عظیم کساد بازاری (سرد بازاری) نے آزاد دنیا کے عوام کو سخت تکالیف میں مبتلا کردیا۔ اور "سے" کے قانون مارکیٹ کو یعنی کلاسیکی تجزیہ کو غلط ثابت کردیا۔ اس زمانہ میں مسلسل کساد بازاری کے نتیجہ میں زائد پیداوار اور صرف کی کم مقدار کی وجہ سے رسد اپنی طلب کو تخلیق کرنے میں ناکام ہوگئیں۔ اور یہ حالات کوئی استثنائی صورت کا نتیجہ نہیں تھے۔ بلکہ اس وقت ان کا سلسلہ رائج ہوگیا تھا۔ چند ممالک میں کلاسیکی تجزیہ کی بنیاد پر بے روزگاری کے خاتمہ کے لیے جو معاشی پالیسیاں تیار کی گئیں وہ بڑی کساد بازاری کے زمانہ میں ناکام ہوگئیں۔ مثلاً جرمنی میں Bruming Experiement اور فرانس میں Leve Plan کے ذریعہ کساد بازاری کو دور کرنے کے لیے تخفیف اجرت کے تجربے سخت ناکامی سے دو چار ہوئے۔ بے روز گاری کا مسئلہ حل ہونے کی بجائے سنگین نوعیت اختیار کرگیا اور بے روزگاری میں دن بدن اضافہ ہی ہوتا گیا ان تجربوں کی ناکامی سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ "سے" کا قانون مارکیٹ یا کلاسیکی تجزیہ خامیوں سے پر ہے۔ اور اس وقت وہ لوگ بھی جن کو کلاسیکی نظریہ پر یقین تھا وہ بھی اس نظریہ کی ناکامی سے اور اس کی خامیوں سے بخوبی واقف ہوگئے۔

18.5.5 "جے۔بی۔سے" کے قانون مارکیٹ کے تعلق سے کلاسیکی ماہرین معاشیات کی رائے میں تضاد ہے

The Law was contradicted by Classical Economists themselves

کلاسیکی ماہرین معاشیات کا ایک گروہ جو Pessimists (قنوطی) کہلاتے ہیں "سے" کے مارکیٹ کے قانون سے مطمئن نہیں تھے۔ جن میں مالتھس اور سسمونڈی قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے اس قانون کی مخالفت کی اور ان الفاظ میں اس کا اظہار کیا۔ "ہم کو اس خطرناک نظریہ توازن (طلب رسد) سے ہوشیار رہنا چاہیے"۔ جہاں یہ فرض کرلیا گیا تھا کہ توازن خود بخود قائم ہوجائے گا۔ توازن اتنی طویل مدت میں دوبارہ قائم ہوتا ہے جس میں ہمیں کئی دشوار حالات سے گزرنا پڑتا ہے ایک طویل صبر آزما دور کے بعد دوبارہ توازن قائم ہوجائے تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایسا توازن "سے" کے قانون کے تابع ہے۔ مالتھس نے جے۔بی۔سے کے قانون مارکیٹ کی معقولیت کے تعلق سے ڈیوڈ ریکارڈو کے ساتھ طویل مراسلت کی تھی۔ ڈیوڈ ریکارڈو جے۔بی۔سے کے خیال کا حامی تھا۔ کینز نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ریکارڈو کا یہ خیال کہ موثر طلب کا ناکافی ہونا ممکن نہیں ہے بالکل غلط تھا۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU * Hyderabad-34
IMC LIBRARY

B. NO. 006

18.5.6 "سے" کا قانون مارکیٹ اور سوشلسٹ مکتب خیال

Say's Law and socialist school of thought

سوشلسٹس مکتب خیال کے ماہرین نے بھی "سے" کے قانون مارکیٹ پر تنقید کی ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے ہی بیان کرچکے ہیں انیسویں صدی کے دوران مغربی معیشتیں مسلسل بحران کے تجربہ سے گزر رہی تھیں۔ خاص طور سے زائد پیداوار کے نتیجہ میں معیشت کو بحرانی کیفیت سے گزرنا پڑ رہا تھا۔ تب بھی کلاسیکی ماہرین معاشیات نے ان حالات کا تسلی بخش یا اطمینان بخش جواب نہیں دیا۔ وہ صرف اتنا کہہ سکے کہ بحران قلیل مدتی نوعیت کا ہے۔ سوشلسٹ مکتب خیال کے ماہرین نے زائد پیداوار کے بحران میں الگ وجوہات وضع کی ہیں۔ ان کے مطابق سرمایہ داری سماج کا ڈھانچہ اور سرمایہ داری نظام بذات خود غلط ہے اور قومی آمدنی کی سماج کے مختلف طبقات میں غیر مساویانہ تقسیم بھی معاشی بحران کا سبب ہے۔ یعنی ایک تو یہ کہ سماجی ڈھانچہ غلط ہے اور دوسرے یہ کہ قومی آمدنی کی تقسیم بھی غلط ہے۔ جس کے نتیجہ میں معاشی بحران پیدا ہورہا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام معیشت میں دو طبقات پائے جاتے ہیں۔ ایک سرمایہ دار، دوسرا مزدور، سرمایہ دار عاملین پیداوار کے مالک ہوتے ہیں لہذا ان کو قومی آمدنی کا بڑا حصہ حاصل رہتا ہے۔ پیدا کنندہ کو آمدنی کا جو بڑا حصہ حاصل ہوتا ہے۔ اسے وہ صرف نہیں کرتا بلکہ اس کی بچت کرتا ہے۔ اس کے برعکس مزدوروں کی کل آمدنی کے خرچ کے باوجود مجموعی رسد کی بہ نسبت مجموعی طلب میں کمی پائی جاتی ہے۔ لہذا زائد فاضل پیداوار اور طلب میں کمی کے مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات نے اس تنقید کا جواب دیتے ہوئے یہ کہا تھا کہ پیدا کنندے اپنی بچتوں کو اصل کاری پر خرچ کرتے ہیں۔ اگر مجموعی آمدنی مجموعی پیداوار پر خرچ کی جارہی ہے تو بحران پیدا نہیں ہوگا۔ کارل مارکس نے ایک صحیح بات یہ کہی تھی کہ اصل کاری اخراجات سے بحران کو ملتوی تو کیا جاسکتا ہے لیکن بحران کو مکمل طور پر ختم نہیں کیا جاسکتا۔ کیوں کہ اصل کاری کے نتیجہ میں ملک کی پیداواری صلاحیت میں مزید اضافہ ہی ہوتا ہے اور اس کے نتیجہ میں مزید پیداوار حاصل ہوگی۔ اس کے باوجود طلب میں کمی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ سرمایہ دار ممالک ہمیشہ اصل کاری کے نئے مواقع اور نئے مارکیٹس یا بازار کی تلاش میں رہتے ہیں۔ سوشلسٹوں کا کہنا یہ ہے کہ مارکیٹس کی ایسی تلاش کے نتیجہ میں بین الاقوامی جنگیں ہوئیں۔ زائد پیداوار اور کم طلب جیسے قومی معاشی مسائل کے پیش نظر Luxemburg، Hobson اور Lenin جیسی عظیم شخصیتوں نے بھی اس خیال کی تائید کی تھی۔

18.5.7 مکمل مسابقت کا مفروضہ بھی غلط ہے The Assumption of Perfect competition is Wrong

جے۔بی۔سے، کا قانون مارکیٹ اشیا اور عاملین پیداوار کے بازار میں مکمل مسابقت اور مقابلہ کو ناگزیر سمجھتا ہے یعنی اس قانون کا یہ ایک اہم مفروضہ ہے۔ لیکن حقیقی دنیا سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ دور جدید میں ہم نامکمل مسابقت سے گزر رہے ہیں یعنی دنیا میں غیر مکمل مسابقت ہی عام ہے۔ حقیقت میں جب ایسی صورت حال جس کا کلاسیکی ماہرین معاشیات نے ذکر کیا ہے یا جس کو وہ اپنے نظریہ کی بنیاد سمجھتے ہیں۔ غلط ثابت ہوگئی ہے تو پھر یہ نظریہ کس طرح قابل قبول ہوگا؟

18.5.8 طویل مدتی توازن کی صِرف نظریاتی قدر ہوسکتی ہے

Long-Run Equilibrium has Theoritical Value

"سے" کے قانون مارکیٹ کے سلسلہ میں چند ماہرین معاشیات کا یہ خیال ہے کہ اس طرح کا توازن ایک طویل مدتی حالت کو بیان کرتا ہے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ قلیل مدت میں طلب اور رسد کے درمیان عدم توازن پایا جاتا ہے۔ لیکن یہ مرحلہ بہت قلیل مدت کے لیے ہوتا ہے۔ اور طویل مدت میں رسد طلب کے مساوی ہوجاتی ہے۔ یہ استدلال کلاسیکی ماہر معاشیات کا ہے۔ لیکن تنقید نگاروں کا یہ کہنا ہے کہ ہم کو یا لوگوں کو عام طور پر قلیل مدتی کاروبار سے زیادہ دلچسپی ہوتی ہے نہ کہ طویل مدتی کاروبار سے۔ کینز نے اس خیال کی تردید کرتے ہوئے یوں کہا ہے کہ طویل مدت میں تو ہم سب مرجائیں گے۔

B. NO

ویل مدتی توازن کا تجزیہ نظریاتی اہمیت کا حامل ہوسکتا ہے۔ لیکن اس کا کوئی عملی افادہ نہیں ہے۔ کیوں کہ اس نظریہ کے ذریعہ ہم موجود معاشی مسائل کو حل نہیں کرسکتے۔ اسی لیے بیسویں صدی کے ابتدائی دور کے معاشی ماہرین جیسے Hobson ، Wicksell، Tigan Boronowsky ، J.M. Clark وغیرہ نے "سے" کے قانون مارکیٹ سے اختلاف کیا اور ان کے خیالات کو اہمیت نہیں دی۔ کینز کی جنرل تھیوری کی اشاعت کے بعد جس میں کینز نے کلاسیکی ماہرین معاشیات کے تجزیہ کی خامیوں کی نشان دہی کی تھی۔ اس قانون کو بے کار ثابت کردیا۔ جس کے نتیجہ میں عام آدمی سے لے کر پالیسی سازاداروں نے کلاسیکی ماہرین معاشیات کی نظریات کی صحت پر غور مکرر شروع کیا۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے۔

5- "سے" کا قانون مارکیٹس کیا ہے؟

6- "سے" کے قانون مارکیٹ کے اہم کوتاہیوں کی فہرست بنائیے۔

18.6 خلاصہ Summing Up

اس اکائی میں کلاسیکلس کے چند اہم معاشی اصولوں پر بحث کی گئی ہے۔ جیسے روزگار، اجرتیں اور شرح سود۔ معیشت میں مکمل روزگار حاصل کرنے کے لیے اجرت کی لچک پذیری کو فرض کیا گیا ہے۔ پیگو کا خیال تھا کہ تخفیف اجرت کے ذریعہ روزگار میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ "سے" کا قانون کہتا ہے کہ رسد اپنی طلب کی تخلیق کرتی ہے۔ لیکن اس قانون پر کینز اور دیگر معاشی ماہرین نے تنقید کی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ شرح سود بچت اور اصل کاری میں برابری نہیں پیدا کرسکتی۔ کلاسیکی معاشی ماہرین کے مفروضے اور ان مفروضوں کی بنیاد پر پیش کیے گئے ان کے نظریہ جدید سرمایہ دار معیشتوں میں عمل پذیر نہیں ہوسکتے۔

18.7 نمونہ امتحانی سوالات Model Examination Questions

I- مندرجہ ذیل ہر سوال کا جواب تیس (30) سطروں میں لکھیے.

1- کسی قوم کی روزگار کی سطح پر کلاسیکی معاشی ماہرین کے خیالات کا اختصار کے ساتھ جائزہ لیجیے؟

2- "سے" کے قانون مارکیٹس کو سمجھایئے؟

3- بے روزگاری کے مسئلے کے حل کے لیے پیگو کی تخفیف اجرت کی پالیسی کا تجزیہ کیجیے۔

4- جے یم کینز نے کن بنیادوں پر "سے" کے قانون مارکیٹس کی تنقید کی؟

II- مندرجہ ذیل ہر سوال کا جواب پندرہ (15) سطروں میں لکھیے۔

1- اجرت کی لچک پذیر ساخت کیا ہے؟

2- کیا جزوی توازن کو عام توازن تک بڑھانا سائنٹفک ہے؟

3- کیا قیمت۔ اجرت لچک پذیری غلط ہے؟

4- "سے" کا قانون مارکیٹ کیا کہتا ہے؟

18.8 سفارش کردہ کتابیں

1. Stoniner and Haque : A Text Book of Economic Theory

2. M.L. Seth : An Introduction of Keynesian Economics